3 تا 9 جولائی 2008ء/28 جمادی الثانی تا 4 رجب 1429ھ

حکمران حقیقی دشمن کو پہچانیں
جمعہ کی فضیلت اور اُس کے احکام
مواخذہ، پارلیمنٹ اپنا فرض نبھائے
ایک بہت بڑی غلطی
بوسنیا کی جغرافیائی اہمیت
ایسی چنگاری بھی یارب......
ڈاکٹر اسرار احمد کا قصور؟
جابر حکمران ــــ اور ہمارا رویہ
امریکی تھنک ٹینک کا تجزیہ
دعوتی وتربیتی سرگرمیاں

مجرمانہ سوچ

اسلاموفوبیا میں مبتلا بش مش کی اپروچ یہ ہے کہ اُن عوام کی بات تک نہ سنی جائے جوان سے متفق نہیں، انہیں اس بات کو ثابت کرنے کا موقع نہ دیا جائے جس کا وہ دعویٰ کرتے ہیں۔ نیو کنزرویٹو سٹریٹجی اور عقیدے کے مطابق چونکہ اسلام کے مطابق زندگی بسر کرنا انسانیت کے لیے خطرہ ہوگا، اس لیے ان لوگوں کا خیال ہے کہ وہ انسانیت کے تحفظ کے نام پر ان انسانوں (یعنی مسلمانوں) کے خلاف انسانیت کش جرائم میں حق بجانب ہیں۔ یہ مجرمانہ سوچ کسی طور بھی اس حقیقت کو سامنے نہیں آنے دینا چاہتی کہ اسلام اپنی عملی صورت میں انسانوں کی تباہی وبربادی کی بجائے ان کی فلاح کا آسمانی نسخہ ہے۔ اس لیے وہ ہر اس اسلامی سوچ اور فکر کو ''انتہا پسند''، ''دہشت گرد'' اور ''طالبان'' کا نام دے کر کچلنا چاہتے ہیں جو اپنی عملی صورت میں حقیقی دہشت گردوں اور انتہا پسندوں کو بے نقاب کرکے دنیا کو دہشت گردوں کے وجود سے پاک کردے۔ یاد رہے کہ یہ لوگ اپنی تمام تر قوت اور وسائل کے باوجود اپنے عوام کی تائید کے محتاج ہیں۔ اس عوامی تائید کے لئے ہی انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف یہ تمام اصطلاحیں گھڑی ہیں اور ان اصطلاحوں کے بل پر ہی وہ اپنے عوام کو یقین دلاتے ہیں کہ طالبانائزیشن کے خلاف جنگ اصل میں ایک ایسی مقدس جنگ ہے، جس میں کامیابی سے ہی انسانیت کی نجات ممکن ہے، اور اس کامیابی کے لئے جتنا بھی تشدد، ظلم اور دہشت کا بازار گرم کیا جائے وہ اس ظلم، تشدد اور دہشت گردی کے مقابلے میں کم ہے جو طالبانائزیشن کی کامیابی کی صورت میں دنیا کو بھگتنا پڑے گا۔

عابد اللہ جان

الہدیٰ (328)

سورۃ الانعام

(آیات:138-140)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿ وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓي اَزْوَاجِنَا ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَاۗءُ ۭ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّحَرَّمُوْا مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَآءً عَلَى اللّٰهِ ۭ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝ ﴾

"اور اپنے خیال سے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ چار پائے اور کھیتی منع ہے۔اسے اس شخص کے سوا جسے ہم چاہیں کوئی نہ کھائے اور (بعض) چار پائے ایسے ہیں کہ اُن کی پیٹھ پر چڑھنا منع کر دیا گیا ہے۔اور بعض مویشی ایسے ہیں جن پر (ذبح کرتے وقت) اللہ کا نام نہیں لیتے۔سب اللہ پر جھوٹ ہے۔وہ عنقریب اُن کو اُن کے جھوٹ کا بدلہ دے گا۔اور یہ بھی کہتے ہیں کہ جو بچہ ان چارپایوں کے پیٹ میں ہے وہ خاص ہمارے مردوں کے لیے ہے اور ہماری عورتوں کو (اس کا کھانا) حرام ہے۔اور اگر وہ بچہ مرا ہوا ہو تو سب اس میں شریک ہیں (یعنی اسے مرد اور عورتیں سب کھائیں)۔عنقریب اللہ اُن کو اُن کے ڈھکوسلوں کی سزا دے گا۔بے شک وہ حکمت والا خبردار ہے۔جن لوگوں نے اپنی اولاد کو بے وقوفی سے بے سمجھی سے قتل کیا اور اللہ پر افتراء کر کے اُس کی عطا فرمائی ہوئی روزی کو حرام ٹھہرایا، وہ گھاٹے میں پڑ گئے۔وہ بے شبہ گمراہ ہیں اور ہدایت یافتہ نہیں ہیں۔"

بعض چیزوں کے کھانے پر مشرکین نے اپنی طرف سے پابندیاں لگا رکھی تھیں کہ اس جانور کے گوشت کو یا اس کھیت کی پیداوار کو صرف وہی لوگ کھائیں جن کو ہم اجازت دیں۔انہوں نے بعض جانوروں پر سواری کرنے سے بھی لوگوں کو خواہ مخواہ روک دیا تھا۔بعض جانوروں کو ذبح کرتے وقت اللہ کا نام نہ لیتے اور ایسا کرنا اللہ کا حکم بتاتے تھے۔حالانکہ ایسا کوئی حکم اللہ نے نہیں دیا تھا۔وہ محض اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے تھے۔تو اللہ اس جھوٹ کی سزا عنقریب اُن کو دے گا۔

مشرکین کے ہاں ایک رسم یہ بھی تھی کہ وہ کہتے تھے کہ ان مویشیوں کے پیٹوں میں جو کچھ ہے، وہ ہمارے مردوں کے لیے تو جائز ہے مگر ہماری عورتوں کے لیے حرام ہے۔اور اگر جانور کا بچہ مردہ پیدا ہوا تو پھر اُس میں سب شریک ہوں گے یعنی مرد بھی کھائیں گے، عورتیں بھی کھائیں گی۔ان باتوں کے بارے میں وہ کہتے تھے کہ یہ ہماری شریعت ہے جو قدیم سے چلی آ رہی ہے۔یہ ہمارے آباؤ اجداد اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے طریقے ہیں۔

فرمایا، اللہ تعالیٰ اُن کو سزا دے گا، اُن کے ان جھوٹے بیانات اور چیزوں پر جو انہوں نے گھڑ لی ہیں۔بے شک وہ حکمت والا باخبر ہے۔

اِسی طرح وہ بتوں کے نام پر اولاد کی قربانی کے انتہائی گھناؤنا فعل کا ارتکاب کرتے تھے۔بے شک ان لوگوں نے اپنے آپ کو برباد کر لیا، کہ اپنی حماقت اور بے وقوفی کے ساتھ اپنی اولاد کو قتل کیا۔اور انہوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہوئے اپنے اوپر وہ شے حرام کر لی جو اللہ نے انہیں دی تھی۔درحقیقت وہ گمراہ ہو چکے ہیں۔اب وہ ہدایت پر آنے والے نہیں۔

فرمان نبویؐ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

سنت نماز کی اہمیت

عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ ؓ زَوْجِ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّي لِلّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيْضَةٍ اِلَّا بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ اَوْ اِلَّا بُنِيَ لَهٗ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ)) (رواہ مسلم)

حضرت اُم المومنین اُم حبیبہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: "جو مسلمان اللہ کے لیے دن رات میں بارہ رکعتیں نفلی نماز ادا کرے گا، فرض نماز کے علاوہ، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیتے ہیں یا اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دیا جاتا ہے"۔

تشریح: ایک دوسرے فرمان میں یوں بھی فرمایا کہ اس کے فرائض کی ادائیگی میں جو کوتاہی رہ جاتی ہے اللہ تعالیٰ ان نفلی نمازوں کے ذریعہ اس کی تلافی کر دیں گے۔یہ وہ بارہ رکعات ہے جو آنحضور ﷺ مستقلاً ادا کرتے رہے ہیں، یعنی دو رکعت فجر کے ساتھ، چھ رکعت ظہر کے ساتھ، دو رکعت مغرب اور دو رکعت عشاء کے ساتھ۔

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حکمران حقیقی دشمن کو پہچانیں

وائسرائے ہند لارڈ کرزن نے ہندوستان کا اقتدار و اختیار نئے وائسرائے لارڈ منٹو کو منتقل کرتے ہوئے نصیحت کی: ”تم یہاں بڑے سکون سے حکومت کرو گے اگر تم پہاڑوں میں رہنے والوں اور صحرا میں رہنے والوں سے کوئی چھیڑ چھاڑ نہ کرو گے۔ اِس لیے کہ پہاڑوں میں رہنے والے پتھروں سے زیادہ سخت جان ثابت ہوتے ہیں، جبکہ صحرا میں رہنے والے اگر شہروں کا رخ کرلیں تو اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھتے جب تک وہ شہروں کو صحرا میں تبدیل نہ کر دیں۔“ انگریز نے اسلام اور مسلمانوں کو شدید نقصان پہنچایا۔ وہ ہمارا دشمن تھا، اور ہمارا دشمن ہے، لیکن ہم اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے کہ وہ دانا دشمن ہے۔ قومی سطح پر اس نے دوسروں کے تجربات سے سبق سیکھا، اپنی غلطیوں سے سبق سیکھا اور اُنہیں دہرانے سے گریز کیا۔ اُس کی دانائی اور حکمت کا اِس سے اندازہ کریں کہ تقریباً 150 سال ہم بالواسطہ اور بلاواسطہ اُس کے غلام رہے لیکن آج آزادی حاصل کرنے کے 61 سال بعد ہم جتنے اُس کے ذہنی غلام ہیں، اُتنے آزادی حاصل کرنے سے پہلے نہیں تھے۔ جب سوویت یونین نے افغانستان پر حملہ کیا تھا تو برطانیہ کی آئرن لیڈی مارگریٹ تھیچر وزارت عظمیٰ سے فارغ ہو کر پاکستان کے نجی دورے پر آئیں تھیں۔ اُن کی خواہش پر اُنہیں پاک افغان سرحد پر لے جایا گیا۔ اِس سرحد پر کھڑے ہو کر اُس ذہین خاتون نے کہا تھا:

"Oh! Soviet Union, we learned our lesson in Afghanistan, you will learn your lesson here."

پاکستان کے حکمرانوں نے ثابت کیا ہے کہ وہ تاریخی طور پر اندھے ہیں، اِسی وجہ سے ملک کے قائم ہونے کے صرف 24 سال بعد ہی اپنا جغرافیہ کھودیا۔ اب باقی ماندہ پاکستان کو بھی چیر پھاڑ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ وہ اُسی عطار کے لونڈے سے دوا لینے پر اصرار کر رہے ہیں جس کے ہاتھوں بیمار ہوئے ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ امریکہ افغانستان میں اپنا قبضہ مستحکم کرنے کے لئے صوبہ سرحد اور قبائلی علاقوں میں حالات کو اپنے تابع کرنا چاہتا ہے اور Containment of China کی پالیسی کو کامیاب بنانے کے لئے بلوچستان کو پاکستان سے الگ کرنا چاہتا ہے۔ پاکستان کے حکمران جانتے ہیں کہ اِن علاقوں میں امریکہ اور بھارت کے ایجنٹ طالبان کا روپ دھار کر وارداتیں کرتے ہیں۔ پھر پاکستانی حکمرانوں سے اُن کے خلاف کارروائی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ پھر یہ کہ جب کبھی پاکستان اور طالبان یا اسلام کے نفاذ کا مطالبہ کرنے والی دوسری جماعتیں آپس میں مفاہمت کرنے کی کوشش کرتی ہیں تو امریکہ اس مفاہمت کو سبوتاژ کرنے کے لئے قبائلی علاقوں پر میزائل حملہ کر دیتا ہے۔

ہمارے حکمرانوں کا معاملہ یہ ہے، اُن کے دل و دماغ پر امریکی ہیبت اِس بُری طرح چھائی ہوئی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں سے مفاہمت کے لئے نیم دلی سے ایک آدھ قدم اٹھا بھی لیں تو امریکی دھمکی کے فوراً بعد اُن سے کیے ہوئے معاہدوں سے منحرف ہو جاتے ہیں۔ اب ہمارا رونا اِس بات کا ہے کہ نئی عوامی حکومت قائم ہونے کے بعد جو تھوڑی سی توقع پیدا ہوئی تھی کہ شاید مذاکرات اور اُس کے نتیجہ میں ہونے والی مفاہمت سے ہمارے شمال مغرب میں امن قائم ہو جائے، وہ امید بر نہیں آئی۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے چند دنوں میں ہی ہتھیار پھینک دیئے ہیں اور عملی طور پر ”ق“ لیگ کی صورت اختیار کرلی ہے۔ ججوں کی بحالی کے وعدہ سے وہ منحرف ہو چکی ہے۔ تین ماہ میں ہی وزراء کی کرپشن کے واقعات سامنے آنے لگے ہیں۔ وزراء مشرف کو قومی اثاثہ قرار دے رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے پاکستان پیپلز پارٹی مشکل سے ہاتھ لگے اقتدار کو ہر قیمت پر بچانا چاہتی ہے، خواہ اُس کی عوامی ساکھ تباہ ہی کیوں نہ ہو جائے۔ اقتدار کو بچانے کا آسان اور سادہ نسخہ یہ ہے کہ امریکہ اور مشرف کے ہاتھ پر (باقی صفحہ 19 پر)

”تا خلافت کی بنا‘ دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر“

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 17 — شمارہ 27
3 تا 9 جولائی 2008ء
28 جمادی الثانی تا 4 رجب 1429ھ

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت
سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔ اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور۔ 54000
فون: 6366638 - 6316638 فیکس: 6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 5869501-03

قیمت فی شمارہ 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ......250 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا ---------- (2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
”مکتبہ خدام القرآن“ کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

”ادارہ“ کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ساقی نامہ (پانچواں بند)

[بالِ جبریل]

فریبِ نظر ہے سکون و ثبات
تڑپتا ہے ہر ذرّۂ کائنات

ٹھہرتا نہیں کاروانِ وجود
کہ ہر لحظہ ہے تازہ شانِ وجود

سمجھتا ہے تو راز ہے زندگی
فقط ذوقِ پرواز ہے زندگی

بہت اس نے دیکھے ہیں پست و بلند
سفر اس کو منزل سے بڑھ کر پسند

سفر زندگی کے لیے برگ و ساز
سفر ہے حقیقت، حضر ہے مجاز

الجھ کر سلجھنے میں لذّت اسے!
تڑپنے پھڑکنے میں راحت اسے!

ہوا جب اسے سامنا موت کا
کٹھن تھا بڑا تھامنا موت کا

اُتر کر جہانِ مکافات میں
رہی زندگی موت کی گھات میں

مذاقِ دوئی سے بنی زوج زوج
اٹھی دشت و کہسار سے فوج فوج

گل اس شاخ سے ٹوٹتے بھی رہے!
اسی شاخ سے پھوٹتے بھی رہے!

سمجھتے ہیں ناداں اسے بے ثبات
ابھرتا ہے مٹ مٹ کے نقشِ حیات

بڑی تیز جولاں، بڑی زود رس!
ازل سے ابد تک رمِ یک نفس!

زمانہ کہ زنجیرِ ایّام ہے
دموں کے الٹ پھیر کا نام ہے!

علامہ اقبال نے اِس بند میں بھی زندگی ہی کی صفات واضح کی ہیں، بلکہ ایک قدم آگے بڑھتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اُن کی فکر ونظر میں زندگی کی کچھ ایسی حقیقتیں بھی ہیں جو عمومی سطح پر انسانوں کی نظروں سے پوشیدہ رہتی ہیں۔ چنانچہ اُن کے اشعار میں وہ اِسی نوعیت کے رازوں سے پردہ اٹھاتے ہیں۔ چنانچہ اُن کے مطابق:

1۔ زندگی میں کہیں کہیں جو یہ سکون اور ٹھہراؤ سا نظر آتا ہے، یہ تو دھوکے کے سوا اور کچھ نہیں، اس لیے کہ فی الواقع حرکت ہی حقیقی زندگی ہے۔ بے شک ظاہر بیں آنکھ اِس مرحلے تک نہ پہنچ سکے۔ لیکن امرِ واقعی یہ ہے کہ کائنات کا ہر ایک ذرّہ اضطراب سے دوچار ہے اور حرکت میں ہے۔

2۔ اِس پس منظر میں یہ بات بھی کہی جا سکتی ہے کہ انسانی وجود بھی ہر لمحے متحرک رہتا ہے اور مختلف جہتوں سے ہم کنار رہتا ہے۔

3۔ اے دانش مند انسان! حیرت ہے کہ تُو اب بھی زندگی کو ایک ایسا راز تصور کرتا ہے جو افشا نہیں ہوتا، حالانکہ یہ بنیادی حقیقت ہے کہ زندگی تو بلند پروازی اور عروج و ارتقا سے عبارت ہے۔

4۔ جان لے کہ زندگی تو بے شمار بلندیوں اور پستیوں سے ہو کر گزری ہے۔ حرکت اور گردش اس کی سرشت ہے۔ اس کو تو منزل تک رسائی سے زیادہ سفر اور گردش ہی پسند ہے۔ وہ کسی پڑاؤ پر رُکنے کا نام نہیں لیتی، بلکہ ہمیشہ متحرک رہتی ہے۔

5۔ جہاں تک سفر کا تعلق ہے، سو وہ زندگی کو متحرک اور برسرِ عمل رکھنے کا دوسرا نام ہے، اسی لیے سفر کو ایک حقیقت بھی تصور کر لینا چاہیے اور مجاز بھی، کہ سفر کی یہ دونوں صورتیں زندگی ہی کے دو رُخ ہیں۔

6۔ ہنگامہ خیزی، کشاکش اور ہر نوع کی آویزش، دیکھا جائے تو ایسے عوامل ہیں جو زندگی کے لیے باعثِ سکون ہوتے ہیں۔ وہ اسی صورت میں عروج و ارتقا کی منازل طے کر سکتی ہے کہ معروضی حالات کا دلیری اور جرأت مندی کے ساتھ مقابلہ کرے۔ صرف مقابلہ ہی نہیں، بلکہ ان پر غلبہ حاصل کرنے کی سعی بھی کرے۔

7۔ اقبال کے بقول زندگی کی اصل حریف موت ہے، اور جس مرحلے پر اسے موت کا سامنا کرنا پڑا تو اس میں کسی شک وشبے کی گنجائش نہیں کہ اس سے مقابلہ بڑا سخت تھا۔ اس کے باوجود یہ زندگی کے اندر پوشیدہ جرأت و حوصلہ و ہمت ہی کی صفات تھیں کہ جن کی بناء پر زندگی نے بالآخر موت کو شکست سے ہمکنار کر دیا۔

8۔ چنانچہ موت سے نبرد آزمائی کے وقت زندگی نے اپنی پوری صلاحیتوں سے کام لے کر اسے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔

9۔ فطرت کے ساتھ امتزاج اور ہم آہنگی کے سبب زندگی جنگلوں اور پہاڑوں میں اپنے تخلیقی رویے کے ساتھ فوج کی شکل میں ظاہر ہوئی۔

10۔ چنانچہ زندگی کو اگر کسی پودے کی شاخ تصور کر لیا جائے تو ایک جانب تو پھول اُسی شاخ سے ٹوٹتے رہے، دوسری طرف اُسی شاخ سے پھولوں کی نمود ہوئی۔ مُراد یہ ہے کہ زندگی کا دوہرا عمل یہ ہے کہ اس ہاتھ سے دیتی ہے تو دوسرے سے لے لیتی ہے۔

11۔ لوگ زندگی کو ناپائیدار اور فانی قرار دیتے ہیں، حالانکہ حقیقت کے اعتبار سے معاملہ اس کے برعکس ہے۔ زندگی تو ایسا نقش ہے جو مٹ مٹ کر اُبھرتا ہے۔ یہ تو ایسی حقیقت ہے جو موت سے ہمکنار ہو کر بھی زندہ اور جاوداں رہتی ہے۔ مرنے کے بعد بھی انسان کو جی اٹھنا ہے۔

12۔ جان لے کر زندگی اِس قدر تیز رفتار ہے جو آن کی آن میں اس منزل تک رسائی حاصل کر لیتی ہے جو اس کی مطلوبہ منزل ہو۔ یہ تو ایسی حقیقت ہے جس نے آغازِ کائنات سے سانس کی آمد و شد کے حوالے سے اپنے وجود کا ثبوت پیش کر رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زندگی ہمیشہ قائم و دائم رہے گی۔ موت قطعی طور پر اس کے ہم پلہ نہیں ہو سکتی۔

13۔ زمانہ تو دنوں، مہینوں اور سالوں کے باہمی تسلسل کا دوسرا نام ہے۔ اسی لیے یہ رواں دواں اور متحرک زندگی کی دوسری صورت ہے۔

جمعہ کی فضیلت اور اُس کے احکام

قرآن و سنت کی روشنی میں

مسجد دارالسلام باغ جناح، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید کے 27 جون 2008ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

[سورۃ الجمعہ کی آیات 9 تا 11 کی تلاوت اور خطبہ مسنونہ کے بعد]

حضرات! گزشتہ جمعہ کی گفتگو میں یہ بات واضح کی گئی تھی کہ اجتماع جمعہ امت مسلمہ کے لئے ایک ہفتہ وار تربیتی پروگرام ہے۔ اس کی اصل حکمت یہ ہے کہ اس میں لوگوں کو قرآن کی تعلیم دی جائے، انہیں وعظ و نصیحت کی جائے، تاکہ ان میں بندگی کا شعور بیدار ہو، اور وہ اپنی دینی ذمہ داریوں کو ادا کرتے ہوئے صحیح اسلامی زندگی بسر کریں۔ اس اعتبار سے جمعہ کو تعلیم بالغاں کا ایک جامع پروگرام بھی کہا جا سکتا ہے۔

آج کی نشست میں جمعہ کی فضیلت اور نماز جمعہ کے احکام پر گفتگو ہوگی۔ احادیث رسولؐ میں جمعہ کے دن کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ایک روایت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے بہت سے معاملات جمعہ کے دن انجام دیے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"ان سارے دنوں میں جن میں کہ آفتاب نکلتا ہے (یعنی ہفتہ کے ساتوں دنوں میں) سب سے بہتر اور برتر جمعہ کا دن ہے۔ جمعہ ہی کے دن آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا، اور جمعہ ہی کے دن وہ جنت میں داخل کیے گئے، اور جمعہ ہی کے دن جنت سے باہر کر کے اس دنیا میں بھیجے گئے (جہاں ان سے نسل انسانی کا سلسلہ شروع ہوا) اور قیامت بھی خاص جمعہ ہی کے دن قائم ہوگی۔" (رواہ مسلم)

اللہ تعالیٰ نے یہ دن بطور خاص اپنی عبادت کے لئے مخصوص کیا۔ سابقہ امتوں میں بھی ایک دن معین تھا، جیسے یہود کے ہاں ہفتہ کا دن، اور نصاریٰ کے ہاں اتوار کا دن۔ بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہود کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے اصلاً جمعہ کا دن ہی طے کیا تھا، مگر انہیں حیل و حجت کی عادت پڑی ہوئی تھی، سو انہوں نے اپنے لئے ہفتہ کا دن طے کروا لیا۔ گویا ہر دور کی شریعت میں ہفتے میں ایک دن اللہ کے لئے خالص کرنے کا تصور موجود رہا ہے، اور یہ دن اللہ کی مشیت میں جمعہ کا دن تھا۔

یہود کے ہاں ہفتہ کا پورا دن عبادت کے لئے مختص تھا، اور اس دن دنیاوی کاروبار حرام تھا۔ جب انہوں نے اس پابندی کی خلاف ورزی کی تو اس کی پاداش میں انہیں عبرتناک سزا دی گئی۔ چنانچہ سورۃ الاعراف میں فرمایا:

﴿وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِیْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِی السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۚ كَذٰلِكَ ۚ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ وَاِذْ قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۢ بَـِٔيْسٍۢ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ۝﴾

> مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں: وہ کام جو جمعہ کی طرف لے جانے کے اہتمام میں مخل ہو وہ سب بیع کے مفہوم میں داخل ہے، اس لیے اذان جمعہ کے بعد کھانا پینا، سونا، کسی سے بات کرنا، یہاں تک کہ کتاب کا مطالعہ کرنا وغیرہ سب ممنوع ہے

"اور ان سے اس گاؤں کا حال تو پوچھو جو لب دریا واقع تھا۔ جب یہ لوگ ہفتے کے دن کے بارے میں حد سے تجاوز کرنے لگے (یعنی) اس وقت کہ ان کے ہفتے کے دن مچھلیاں ان کے سامنے پانی کے اوپر آتیں اور جب ہفتے کا دن نہ ہوتا تو نہ آتیں۔ اسی طرح ہم ان لوگوں کو ان کی نافرمانیوں کے سبب آزمائش میں ڈالنے لگے۔ اور جب ان ہی میں ایک جماعت نے کہا کہ تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جن کو اللہ ہلاک کرنے والا یا سخت عذاب دینے والا ہے تو انہوں نے کہا اس لیے کہ تمہارے پروردگار کے سامنے معذرت کر سکیں اور عجب نہیں کہ وہ پرہیزگاری اختیار کریں۔ جب انہوں نے ان باتوں کو فراموش کر دیا جن کی ان کو نصیحت کی گئی تھی، تو جو لوگ برائی سے منع کرتے تھے، ان کو ہم نے نجات دی اور جو ظلم کرتے تھے ان کو برے عذاب نے پکڑ لیا کہ نافرمانی کرتے تھے۔ غرض جن اعمال (بد) سے ان کو منع کیا گیا تھا جب وہ اُن (پر اصرار اور ہمارے حکم) سے گردن کشی کرنے لگے تو ہم نے ان کو حکم دیا کہ ذلیل بندر بن جاؤ۔"

ہم مسلمانوں کو جمعہ کے دن دنیاوی کاروبار پر پابندی کے ضمن میں زیادہ سہولت دی گئی ہے۔ چنانچہ جمعہ کے پورے دن کی بجائے صرف جمعہ کی اذان سے نماز تک کے دورانیے میں دنیاوی کاروبار اور مشاغل کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اس دورانیے کے علاوہ کام کاج کی اجازت ہے۔ فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝﴾ (الجمعۃ)

"مومنو! جب جمعے کی نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کی یاد کے لیے جلدی کرو اور (خرید و) فروخت ترک کر دو۔ اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔"

اذان کے بعد اہل ایمان کو چاہیے کہ مسجد کا رخ کریں، اللہ کے ذکر کی طرف لپکیں۔ ذکر اللہ سے مراد خطبہ ہے جو جمعہ کو امتیازی حیثیت عطا کرتا ہے۔ اذان جمعہ سے اصلاً تو دوسری اذان مراد ہے (یاد رہے کہ دورِ نبویؐ میں صرف ایک ہی اذان ہوا کرتی تھی، اور اس کے بعد خطبہ شروع ہو جاتا تھا۔ البتہ بعد میں جب مدینہ کی آبادی بڑھ گئی تو حضرت عثمانؓ نے یہ نظام بنایا کہ جمعہ کی تیاری کے لئے ایک اذان پہلے دے دی جائے، تاکہ دور سے آنے والے بھی بروقت پہنچ سکیں)۔ تاہم بعض علماء کی رائے اس سے مختلف ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ دنیاوی کاروبار کی حرمت پہلی اذان ہی سے شروع ہو جاتی ہے۔ یہاں یہ بات بھی واضح ہو کہ بیع سے مراد صرف کاروبار اور مالی لین دین ہی نہیں بلکہ نماز جمعہ میں حائل ہونے والی دیگر تمام مصروفیات بھی ہیں۔ جمعہ کی اذان کے بعد ان سب کا ترک کرنا ضروری ہے۔ مفتی محمد شفیعؒ تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں:

"باتفاق فقہاء امت یہاں بیع سے مراد فقط فروخت کرنا نہیں بلکہ ہر وہ کام جو جمعہ کی طرف لے جانے کے اہتمام میں مخل ہو وہ سب بیع کے مفہوم میں داخل ہے، اس لیے اذان جمعہ کے بعد کھانا پینا، سونا، کسی سے بات کرنا، یہاں تک کہ کتاب کا مطالعہ کرنا وغیرہ سب ممنوع ہے، صرف جمعہ کی تیاری کے متعلق جو کام ہوں، وہ کیے جاسکتے ہیں۔" (بحوالہ معارف القرآن جلد ہشتم)

نماز ادا ہو جانے کے بعد دنیاوی کاروبار اور مشاغل کی حرمت ختم ہو جاتی ہے، بلکہ اس کی ترغیب دی گئی ہے۔ فرمایا:

﴿فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝﴾ (الجمعہ)

"پھر جب نماز ہو چکے تو اپنی اپنی راہ لو اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو بہت بہت یاد کرتے رہو تاکہ نجات پاؤ۔"

یہاں "وابتغوا من فضل اللہ" میں اگرچہ امر کا صیغہ ہے، مگر یہ اجازت دینے کے لئے ہے۔ یعنی لازم نہیں کہ نماز جمعہ کے بعد ہر شخص کام میں لگ جائے بلکہ اب کام کاج کی اجازت دے دی گئی ہے اور دنیاوی کاموں پر وہ پابندی ختم ہو گئی ہے جو اذان کے بعد نماز تک لگا دی گئی تھی۔ مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ نماز جمعہ کے بعد کا وقت کاروبار کے اعتبار سے انتہائی بابرکت ہے۔

یہاں ایک اور بات کی طرف بھی رہنمائی ہوتی ہے، وہ یہ کہ ایک اسلامی معاشرے میں ہفتہ وار تعطیل کا کوئی تصور نہیں ہے، جیسا کہ تحریف شدہ عیسائیت میں یہ تصور پایا جاتا ہے۔ عیسائیوں نے ہفتہ وار تعطیل کا تصور تخلیق کائنات کے بارے میں اپنے مخصوص عقیدے سے اخذ کیا، جس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور ساتویں دن آرام کیا۔ یہ تصور اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ قرآن حکیم نے واضح کیا ہے کہ کائنات کی تخلیق کے بعد اللہ کو کوئی تھکن لاحق نہیں ہوئی کہ

پریس ریلیز

27 جون 2008ء

پاکستانی آئین کے مطابق توہین رسالت کی سزا موت ہے جو عالم کفر کو بری طرح کھٹکتی ہے۔ لہٰذا دشمنانِ اسلام کی یہ کوشش ہے کہ سزائے موت کا قانون ہی ختم کرا دیا جائے تاکہ یہ دفعہ غیر مؤثر ہو کر رہ جائے

حافظ عاکف سعید

سزائے موت کے قانون کی تنسیخ اللہ کے غضب کو بھڑکانے کی موجب ہوگی۔ پرویز مشرف کی طرح موجودہ حکمران بھی دین سے وفاداری نہیں دکھا رہے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں خطاب جمعہ کے اختتام پر کہی۔ انھوں نے کہا کہ پاکستانی آئین کی رُو سے قرآن و سنت کے منافی قانون سازی نہیں کی جاسکتی۔ لیکن جس طرح پہلے تمام مکاتب فکر کے علماء کی مخالفت کے باوجود سابقہ اسمبلی کے ذریعے غیر اسلامی "تحفظ حقوق نسواں بل" نافذ کیا گیا، اسی طرح اب سزائے موت کے خاتمے کی طرف پیش رفت کی جا رہی ہے۔ انھوں نے کہا کہ ہمارے موجودہ قانون کے مطابق توہین رسالت کی سزا موت ہے جو عالم کفر کو بری طرح کھٹکتی ہے، لہٰذا دشمنانِ اسلام کی یہ کوشش ہے کہ سزائے موت کا قانون ہی ختم کرا دیا جائے تاکہ یہ دفعہ غیر مؤثر ہو کر رہ جائے۔ انھوں نے کہا کہ اسلامی سزاؤں میں انصاف، اصلاح اور عبرت کا پہلو بیک وقت موجود ہے۔ انصاف اس حد تک ہے کہ شک کی بنیاد پر کسی کو سزا نہ دی جائے تاکہ کوئی بے گناہ پکڑ میں نہ آ جائے لیکن اگر کسی پر جرم ثابت ہو جائے تو اُسے بھرپور سزا دی جائے جو دوسروں کے لیے عبرت کا باعث ہو۔ انھوں نے کہا کہ ماضی قریب میں طالبان نے افغانستان میں شریعت اسلامی کو نافذ کیا تو فوری انصاف کی فراہمی اور جرائم کے مکمل خاتمے نے پوری دنیا کو حیرت میں مبتلا کر دیا تھا۔

امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ از روئے قرآن اللہ کے نزدیک قتل ناحق سب سے بڑا جرم ہے۔ تاہم بعض جرائم کی سزا شریعت اسلامی میں قتل ہے جس پر عمل درآمد ریاست کی ذمہ داری ہے۔ مثلاً جان کے بدلے جان کا قانون ہے۔ لیکن اگر مقتول کے ورثاء قاتل کو معاف کر دیں یا خون بہا لے لیں تو اس کی بھی اجازت ہے۔ دوسرے شادی شدہ زانی کے لیے رجم کی صورت میں موت کی سزا رکھی گئی ہے۔ تیسرے مرتد کی سزا موت ہے۔ حافظ عاکف سعید نے کہا کہ ہم پہلے ہی یہاں اللہ کے دین کو نافذ نہ کر کے وعدہ خلافی کے مرتکب ہوئے ہیں، اس پر مستزاد یہ کہ قرآن و سنت کے خلاف قانون سازی کر کے اللہ کے غضب کو دعوت دے رہے ہیں۔ حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے ذاتی، خاندانی یا پارٹی مفادات سے بالاتر ہو کر اسلام اور پاکستان کے مفاد کو مقدم رکھیں اور یہاں اللہ کے دین کو قائم کریں۔ وگرنہ اللہ کی پکڑ سے نہ بچ سکیں گے۔ (جاری کردہ: شعبہ نشر و اشاعت تنظیم اسلامی)

اسے آرام کی حاجت ہوتی۔ ذات باری تعالیٰ ہر قسم کی کمزوری سے پاک ہے۔ بہر کیف اسلام میں ہفتہ وار تعطیل کا تصور موجود نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اگر تعطیل کرنی ہی ہو، تو جمعہ کو کی جائے۔ اس لئے کہ لوگوں کو جمعہ کے لئے تیاری کا وقت مل سکے، وہ اس کے لئے خصوصی اہتمام کریں، غسل کر کے اور صاف ستھرے کپڑے پہن کر پہلی ساعت میں مسجد میں پہنچیں، اور قرآنی تعلیم کے ہفتہ وار پروگرام سے پورے طور پر مستفید ہوں۔ گویا اگر جمعہ کی چھٹی ہو بھی تو اس کا مصرف یہ نہیں کہ آدمی اس دن کو دنیاوی کاموں اور مشاغل میں گزار دے، بلکہ اس وقت کو جمعہ کی تیاری، اور خطبہ اور تقریر سننے میں صرف کیا جائے۔

نماز جمعہ کے بعد اگرچہ دنیاوی کاموں اور کسب معاش کی اجازت دی گئی ہے لیکن ساتھ ہی اس بات کی یاد دہانی کروائی گئی ہے کہ ''تم اللہ کا کثرت سے ذکر کرو تا کہ فلاح پاؤ''۔ یعنی اگرچہ جمعہ کی قرآنی تعلیم اور وعظ ونصیحت کے ذریعے تمہیں ایمان کی تازگی حاصل ہو گئی، تم پر مقصد حیات واضح ہو گیا، اور دینی تقاضے تمہارے سامنے آگئے لیکن اب کاروبار دنیا میں پڑ کر بھی اللہ کو بھلا نہ دو بلکہ اس کے بعد بھی ہر دم اٹھتے بیٹھتے اللہ کا ذکر کرو، تا کہ تمہیں اپنی عبدیت اور مقصد زندگی کا شعور تازہ رہے، یہ بات یاد رہے کہ میری یہ زندگی امتحان گاہ ہے، میری اصل منزل اللہ کی رضا اور اخروی فلاح کا حصول ہے۔

ذکر کی اسی اہمیت کے پیش نظر سورۃ النساء میں بھی نماز کے بعد ذکر کی تعلیم دی گئی ہے۔ فرمایا:

﴿فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ﴾ (آیت:103)

''پھر جب تم نماز تمام کر چکو تو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے (ہر حالت میں) اللہ کو یاد کرو۔''

اللہ کی یاد سے غافل ہو جانا ایمان کے لئے شدید خطرے کی علامت ہے۔ جب ایک شخص دنیا کے کاموں میں پڑ کر اللہ کی یاد کو بھلا دیتا ہے تو یہیں سے نفاق کی طرف اس کے سفر کا آغاز ہو جاتا ہے۔ اسی لئے اہل ایمان کو تنبیہ کی گئی کہ

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ﴾

(المنافقون)

''مومنو! تمہارا مال اور اولاد تم کو اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دے اور جو ایسا کرے گا تو وہ لوگ خسارا اٹھانے والے ہیں۔''

جو لوگ دنیا کی محبت میں پڑ کر اپنی آخرت کو فراموش کر بیٹھیں، اپنے مقصد حیات کو بھلا دیں، قرآن کریم انہیں سخت خسارہ پانے والے قرار دیتا ہے، خواہ وہ دنیا میں کتنا ہی اعلیٰ منصب اور حیثیت رکھتے ہوں، ان کی دولت اور سرمایے کا کوئی شمار نہ ہو اور وہ کتنی ہی عالیشان کوٹھیوں اور عشرت کدوں کے مالک کیوں نہ ہوں۔ سورۃ الکہف میں نبی اکرم ﷺ سے فرمایا گیا:

﴿قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝﴾

''(اے نبیؐ) کہہ دیجئے کیا میں تمہیں بتاؤں کون لوگ سب سے زیادہ خسارے والے ہیں۔ وہ لوگ کہ جن کی سعی دنیا کی زندگی میں برباد ہو گئی اور وہ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اچھے کام کر رہے ہیں۔''

اس کے برعکس وہ لوگ جنہوں نے اللہ کو یاد رکھا، اپنے مقصد زندگی کو ہر دم مستحضر رکھا اور اللہ سے ڈرتے رہے وہ کامیاب وکامران لوگ ہیں۔ سورۃ الطور میں آتا ہے کہ اہل جنت ایک دوسرے سے پوچھیں گے کہ کیا چیز تمہیں جنت میں لائی تو ان کا عمومی جواب یہ ہوگا کہ

﴿قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ ۝﴾

''کہیں گے کہ اس سے پہلے ہم اپنے گھر میں (اللہ سے) ڈرتے رہتے تھے۔''

اس کے بعد سورۃ الجمعہ کی جو آیت آ رہی ہے اس میں جمعہ کی اہمیت اور فضیلت واضح کی گئی ہے۔ فرمایا:

﴿وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا ۨ انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ۭ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝﴾

''اور جب یہ لوگ سودا بکتا یا تماشا ہوتا دیکھتے ہیں تو ادھر بھاگ جاتے ہیں اور تمہیں (کھڑے کا) کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔ کہہ دو کہ جو چیز اللہ کے ہاں ہے وہ تماشے اور سودے سے کہیں بہتر ہے اور اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔''

مفسرین نے اس آیت کے شان نزول میں ایک خاص واقعہ بیان کیا ہے۔ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ آیت کے حاشیے میں لکھتے ہیں: ایک مرتبہ جمعہ میں حضور ﷺ خطبہ فرما رہے تھے، اسی وقت تجارتی قافلہ باہر سے غلہ لے کر آپہنچا۔ اس کے ساتھ اعلان کی غرض سے نقارہ بجتا تھا۔ پہلے سے شہر میں اناج کی کمی تھی۔ لوگ دوڑے کہ اس کو ٹھہرائیں (خیال کیا ہوگا کہ خطبہ کا حکم عام وعظوں کی طرح ہے جس سے ضرورت کے لئے اٹھ سکتے ہیں۔ نماز پھر آ کر پڑھ لیں گے۔ یا نماز ہو چکی ہوگی جیسا کہ بعضوں کا قول ہے کہ اس وقت نماز جمعہ خطبہ سے پہلے ہوتی تھی۔ بہر حال خطبہ کا حکم معلوم نہ تھا) اکثر لوگ چلے گئے۔ حضور ﷺ کے ساتھ بارہ آدمی (جن میں خلفاء راشدین بھی تھے) باقی رہ گئے۔ اس پر یہ آیت اتری۔ یعنی سوداگری اور دنیا کا کھیل تماشا کیا چیز ہے، وہ ابدی دولت حاصل کرو جو اللہ کے پاس ہے اور جو پیغمبر کی صحبت اور مجالس ذکر وعبادت میں ملتی ہے۔ باقی قحط کی وجہ سے روزی کا کھٹکا جس کی بنا پر تم اٹھ کر چلے گئے، سو یاد رکھو، روزی اللہ کے ہاتھ میں ہے اور وہی بہترین روزی دینے والا ہے۔ اس مالک کے غلام کو یہ اندیشہ نہیں ہونا چاہیے۔ اس تنبیہ کے بعد صحابہؓ کی شان وہ تھی جو سورہ نور (کی آیت 37) میں ہے۔ ﴿رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ﴾

ہم مسلمانوں کو جمعہ کے لیے بھرپور اہتمام کرنا چاہیے۔ جمعہ کے دن غسل کرنا، صاف ستھرے کپڑے پہننا اور خوشبو لگانا سنت ہے۔ اس کا بڑا اجر وثواب ہے۔ اس سلسلے میں بہت سی احادیث ہیں۔ ایک روایت حضرت سلمان فارسیؓ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرے اور جہاں تک ہو سکے صفائی پاکیزگی کا اہتمام کرے، اور جو تیل خوشبو اس کے گھر ہو وہ لگائے، پھر وہ گھر سے نماز کے لیے جائے اور مسجد میں پہنچ کر اس کی احتیاط کرے کہ جو دو آدمی پہلے سے ساتھ بیٹھے ہوں ان کے بیچ نہ بیٹھے، پھر جو نماز (یعنی سنن ونوافل کی جتنی رکعتیں اس کے لیے مقدر ہوں وہ پڑھے، پھر جب امام خطبہ دے تو توجہ اور خاموشی کے ساتھ اس کو سنے، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان کی اس کی ساری خطائیں (صغیرہ گناہ) ضرور معاف کر دی جائیں گی۔'' (صحیح بخاری)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں روح شریعت کو سمجھنے اور دین حق کے تقاضوں کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

[مرتب: محبوب الحق عاجز]

مواخذہ، پارلیمنٹ اپنا فرض نبھائے

ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ
بانی تنظیم اسلامی

جدیدیت (Modernism) کے دلدادہ افراد بہت طمطراق سے یہ کہتے ہیں کہ موجودہ دور میڈیائی دور ہے اور اس دور میں کوئی چیز مخفی نہیں رہتی۔ مگر ''مشرف دور'' ایک ایسا دور ہے جس میں حقائق کو ایسے چھپایا گیا کہ جس کی مثال ملنا مشکل ہے اور اس دور میں میڈیا کی آنکھ بھی دھندلائی رہی۔ کارگل سے لے کر لال مسجد تک بے شمار معاملات لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہے۔ وہ تو بھلا ہو ''گھر کے بھیدیوں'' کا جنہوں نے مشرف دور کے حقائق کے پیاز کی تہوں کو کھولنا شروع کیا ہے۔ جس کے بعد واضح ہو رہا ہے کہ انہوں نے اُس فلسفے کو کس قدر مضبوطی سے اختیار کیا جس کا لب لباب ہے کہ ''جھوٹ اتنا بولو کہ وہ سچ لگنے لگے''۔ گھر کے بھیدیوں میں سے ایک نمایاں نام آئی ایس آئی کے پولیٹیکل سیل کے سابق سربراہ میجر جنرل (ر) احتشام ضمیر کا ہے۔ جنہوں نے انکشاف کیا ہے کہ انہوں نے 2002ء کے انتخابات میں جنرل (ر) پرویز مشرف کے حکم پر دھاندلی کے ریکارڈ قائم کیے اور صدر کے من پسند اور عوامی طور پر مسترد نمائندوں کو جتوا کر اسمبلیوں میں پہنچایا۔ گویا اس دور میں عوامی رائے دہی کا مذاق اڑایا گیا اور یہ مذاق اس قدر گھناؤنا تھا کہ انتخابات کے تین دن بعد آمریت کی جادوئی چھڑی نے ہارے ہوئے امیدواروں کو کامیاب قرار دیا اور جیتنے والوں کو ناکام قرار دیا اور یہ سب بندوبست اُس ربڑسٹمپ اسمبلی سے پانچ سالہ صدارت کی منظوری لینے کے لیے کیا گیا تھا۔

دوسرے گھر کے بھیدی اسٹیل مل کے سابق چیئرمین لیفٹیننٹ جنرل (ر) عبدالقیوم خان نے جسٹس افتخار محمد چودھری سے اختلافات کے معاملات سے پردہ اُٹھایا۔ انہوں نے بتایا کہ چیف جسٹس افتخار چوہدری کا صرف یہ قصور تھا کہ انہوں نے قومی اثاثے اسٹیل مل کو کوڑیوں کے دام بکنے سے رکوا دیا۔ ذرا اندازہ لگایئے، مشرف کی مجرمانہ ذہنیت کی کہ جس اسٹیل مل کی صرف زمین کی قیمت 40 ارب روپے ہے، اُس پوری اسٹیل مل کو 21 ارب روپے میں فروخت کیا جا رہا تھا۔ اور جب یہ معاملہ عدالت میں گیا تو وکالت کے لیے وسیم سجاد کو 62 لاکھ اور حفیظ پیرزادہ کو 35 لاکھ روپے دیے گئے جبکہ آمریت کی عمارت کے اہم ستون شریف الدین پیرزادہ کو وسیم سجاد اور حفیظ پیرزادہ سے کئی گنا زیادہ معاوضہ دیا

> **صدر پرویز مشرف کے حوالے سے تین جرنلوں کے انکشافات اور سابق حکومت کے وزراء کے اعتراضات کے بعد بھی صدر کے مواخذہ کو نظرانداز کرنا پارلیمنٹ کی مجرمانہ غفلت ہے**

گیا۔ جنرل (ر) پرویز مشرف نے اس ''جسارت'' پر چیف جسٹس کو فارغ کرنے کا فیصلہ کیا تھا اور آمریت کے خلاف ڈٹ جانے والے چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری کو ان کی بہادری نے سرکاری چیف جسٹس سے ''عوامی چیف جسٹس'' بنا دیا اور آمریت اور تکبر سے سرشار حکمران آج نشانِ عبرت بنا ہوا ہے۔

گھر کے بھیدیوں کی سیریل کے تیسرے کردار راولپنڈی کے سابق کور کمانڈر اور فیڈرل پبلک سروس کمیشن کے سابق چیئرمین لیفٹیننٹ جنرل (ر) جمشید گلزار کیانی ہیں۔ انہوں نے انکشاف کیا کہ کارگل میں بے پناہ قومی نقصان کے حقیقی ذمہ دار جنرل (ر) پرویز مشرف ہیں، جنہوں نے اس تنازع کا آغاز کیا اور اس پورے معاملے سے اُس وقت کے وزیراعظم نواز شریف کو الگ رکھا۔ جنرل کیانی کے بقول یہی وہ واقعہ تھا جس کے بعد وزیراعظم اور آرمی چیف میں تلخیوں کا اضافہ ہوا اور جس کے لیے ''طیارہ سازش کیس'' کی کہانی بنائی گئی اور 12 اکتوبر 1999ء کو ایک آمر نے اپنی آمرانہ حکومت کے لیے عوامی حکومت کا گلا گھونٹ دیا۔ جنرل کیانی نے یہ انکشاف بھی کیا کہ نائن الیون کے واقعات کے بعد ''مشرفانہ پالیسیوں'' نے ملک میں خودکش بموں کے واقعات کو جنم دیا۔ انہوں نے لال مسجد اور جامعہ حفصہؓ کے واقعات میں کیمیکل بموں کے استعمال کی تصدیق کی اور کہا کہ میں نے ایسا ظلم زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔

گھر کے بھیدیوں کے درج بالا انکشافات کے بعد بھی کوئی شخص مجرمانہ ذہنیت کے حامل جنرل (ر) پرویز مشرف کو محفوظ راستہ دینے کی بات کرے تو اُس کی عقل پر ماتم ہی کیا جا سکتا ہے وہ شخص جو اس ملک میں نو سال سے عوامی مینڈیٹ، قومی اداروں، دینی مدرسوں، نظریہ پاکستان، قومی خزانے اور نہتے عوام سے مذاق کرتا رہا ہو، جس نے اپنے وطن کے محبِّ وطن قبائلیوں کو امریکی جہازوں کی بمباری کے لیے بطور نشانہ پیش کیا ہو، گوانتاناموبے پنجروں کی رونق اور اپنی جیب کو ڈالروں سے بھرنے کے لیے مخلص اور محبِ وطن افراد کو دہشت گردی کا ٹھپہ لگا کر امریکہ کے حوالے کیا ہو، جس نے قومی اثاثوں کو چوری کا مال سمجھ کر بیچنے کا مجرمانہ فعل کیا ہو، قومی خزانے کو اپنے دوروں کے لیے بے دریغ استعمال کیا ہو اور ان تمام مجرمانہ افعال کا اعتراف اس آمر نے اپنی خودنوشت میں بھی کیا ہو، اُس کو محفوظ راستہ دینا کون سی جمہوریت پسندی ہے۔ 9 سال تک آمریت کو ملک کا مقدر بنائے رکھنے والے فرد کی مجرمانہ ذہنیت کا انکشاف صرف ان تین جرنلوں نے ہی نہیں کیا ہے بلکہ یہ انکشاف سابق وزیر قانون وصی ظفر، سابق وزیر مذہبی امور اعجاز الحق، سابق وزیر اطلاعات اور وزیر ریلوے شیخ رشید، سابق وزیر تجارت ہمایوں اختر، مشاہد حسین، آئینی امور کے ماہر ڈاکٹر شیر افگن اور کئی سابق وزرا اور اراکین پارلیمنٹ نے بھی کیا ہے۔ اس کے بعد صدر کے مواخذہ کو نظرانداز کرنا پارلیمنٹ کی مجرمانہ غفلت ہے۔

ماضی میں آمروں نے عوامی وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو، بے نظیر بھٹو اور میاں محمد نواز شریف کو ناکردہ

گناہوں کی سزا دی۔ اب تاریخ نے ہمیں پہلی مرتبہ یہ موقع دیا ہے کہ ہم بھی کسی آمر کا احتساب کریں اور اُسے ایسی سزا دیں کہ آیندہ کوئی آمر دوبارہ اس ملک کے آئین، قانون اور اداروں سے مذاق نہ کرسکے۔ اگر ہم نے یہ موقع گنوا دیا تو شاید تاریخ ہمیں کبھی معاف نہ کرے۔ ہمیں اپنے خطے کے ایک چھوٹے سے ملک نیپال سے رہنمائی لینی چاہیے جہاں عوام کے طوفان نے 240 برسوں سے قائم بادشاہت کا جنازہ نکال دیا اور اپنے ملک کو ہمیشہ کے لیے جمہوریہ بنالیا۔ اب ہمارے پاس بھی موقع ہے کہ ہم بھی کارگل، قبائلی علاقوں اور لال مسجد کے شہداء کا حساب لے سکیں اور ملک کے محبِّ وطن افراد کو امریکہ کے ہاتھوں بیچنے والے بردہ فروشوں، مسئلہ کشمیر کو الجھانے والوں، افغان پالیسی پر یوٹرن لینے والوں اور سپریم کورٹ کو رسوا کرنے والوں کو کٹہرے میں لاسکیں۔ اگر عوامی حکومت نے ایسا نہ کیا تو عوامی محاسبہ بہت سخت ہوگا اور اس محاسبے کے دوران آمر کے ساتھ اُس کے مددگار بھی شکار ہوں گے۔ اب بال عوامی حکمرانوں کے کورٹ میں ہے۔ فیصلہ جلدی ہونا چاہیے۔ دیر کی صورت درست نہ ہوگی اور ویسے بھی مواخذہ کرنا ایک آئینی اور دستوری حق ہے اور پارلیمنٹ اس آئینی اور دستوری تقاضے کو پورا کرنے میں کسی تامل کو خاطر میں نہ لائے۔

✿✿✿✿✿

دعائے صحت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی حلقہ گوجرانوالہ کے ملتزم رفیق سرفراز چیمہ کے والد علیل ہیں

☆ تنظیم اسلامی پشاور کے ملتزم رفیق طارق خورشید علیل ہیں

☆ تنظیم اسلامی گوجرخان کے ملتزم رفیق احمد بلال ایڈووکیٹ کے والد علیل ہیں۔

☆ تنظیم اسلامی وہاڑی کے دیرینہ ملتزم رفیق محمد نواز کے چھوٹے بھائی کی روڈ ایکسیڈنٹ میں دونوں ٹانگیں ٹوٹ گئی ہیں اور زیر علاج ہیں۔

اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقائے تنظیم اسلامی سے بھی دعائے صحت کی اپیل ہے

ایک بہت بڑی غلطی کا ازالہ

مفتی رشید احمد لدھیانوی

یہاں ایک بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ اعمال صالحہ کے معنی کیا ہیں؟ اس سلسلہ میں عام لوگوں میں بہت بڑی غلط فہمی پائی جاتی ہے، اس لیے مجھے ہر بار تنبیہ کرنی پڑتی ہے۔ اعمال صالحہ سے یہ مراد نہیں ہے کہ نفل عبادت زیادہ کریں بلکہ مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی چھوڑ دیں۔ ظاہر بات ہے کہ آپ اس مالک کی تمام نافرمانیوں سے توبہ کرکے ہی اسے راضی کرسکتے ہیں۔ وہ مالک تسبیحات اور نفل عبادات سے راضی نہیں ہوتا۔ نفل نماز، نفل روزہ، نفل صدقات وخیرات یا اوراد و وظائف سے راضی نہیں ہوتا۔ وہ مالک راضی ہوتا ہے تو صرف نافرمانیوں کو چھوڑنے کے بعد۔ حقوق اللہ وحقوق العباد ادا کرنے اور فرائض کی بجا آوری کے ساتھ ساتھ گناہوں کو بھی یکسر چھوڑ دیں۔ اگر کوئی نوافل اور تسبیحات پر مداومت کرتا ہے لیکن فرائض ادا کرنے میں غفلت برتتا ہے، یا ہر سال حج کرتا ہے، مساکین اور یتیموں کی اعانت وخبرگیری، مساجد ومدارس کی تعمیر اور ترقی پر بے انتہا دولت خرچ کرتا ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ رشوت بھی لیتا ہے، کم تولتا یا ملاوٹ کرتا ہے، یا کسی اور طریقہ سے بندوں کے حقوق غصب کرتا ہے اور یقین کیے بیٹھا ہے کہ اس نے ایمان کے ساتھ عمل صالح کی شرط پوری کردی تو وہ دھوکہ اور فریب نفس میں مبتلا ہے۔ ایسے ہی لوگ کے بارے میں مبتلا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیا میں کی کرائی محنت سب برباد ہوگئی اور وہ (بوجہ جہل کے) اس خیال میں ہیں کہ وہ اچھا کام کررہے ہیں۔“ (الکہف:104)

صوفیاء نے تحلی بالفضائل سے پہلے تخلی عن الرذائل پر بہت زور دیا ہے، گناہوں کو ترک کرنا اور فرائض کو ادا کرنا اعمال صالحہ کی بنیاد ہے، جو اس پر کاربند ہوگیا، اسے اللہ تعالیٰ کا ایسا تعلق نصیب ہوگا کہ نوافل اور اذکار کی توفیق اسے از خود ہوجائے گی۔ ذکرِ محبوب کے بغیر وہ رہ ہی نہیں سکتا۔ محبت الٰہیہ اس کے دل میں جاگزین ہو جائے گی۔ گناہوں سے تائب ہونے کے بعد بقول حضرت مجذوب رحمہ اللہ تعالیٰ یہ حالت ہوجائے گی کہ۔

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی
اب تو آجا، اب تو خلوت ہو گئی

نفس اور شیطان نے انسان کو یہ دھوکہ دے رکھا ہے کہ نفل عبادت کرتے چلے جاؤ، گناہ چھوڑنے کی ضرورت نہیں۔ مشائخ اور واعظین بھی یہی بتاتے ہیں کہ فلاں تسبیح اور اتنے نوافل پڑھ لیجیے بس اعمال صالحہ پیدا ہو گئے، حرام اور سیئات سے بچنے کی حاجت نہیں، سب کچھ کیے جاؤ ع

رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

اسی جہالت کی بنیاد پر بزعمِ خود نیک اور صالح لوگ غلط قسم کی رسوم اور طرح طرح کے گناہوں میں مبتلا ہیں، بدعات تک کے ارتکاب سے نہیں چوکتے۔ افسوس یہ ہے کہ بتانے والے ہی نہ رہے، لِلّٰہ! اپنی جانوں پر رحم کھایئے، اس دن سے ڈریئے جس کے بارے میں ارشاد ہے:

”انسان کہے گا کاش! میں اس (اخروی) زندگی کے لیے کوئی عمل (نیک) آگے بھیج دیتا۔“

اس چند روزہ زندگی کے ہر لمحہ کو غنیمت سمجھ کر وطن آخرت کی فکر کیجیے۔

دعاء:

یا اللہ! ہمارے قلوب کی کیفیت بدل دے، ہمیں عزم وہمت عطا فرما، ہماری سیئات سے درگزر فرما، اپنی اور اپنے حبیب ﷺ کی محبت واطاعت عطا فرما۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

بوسنیا و ہرزیگووینا کی جغرافیائی اور تاریخی حیثیت

سید قاسم محمود

گزشتہ سے پیوستہ شمارے میں ''ایرانی انقلاب'' کا حال ختم ہو گیا تھا۔ صرف تمتہ باقی رہ گیا تھا جو صرف اِس قدر ہے کہ شاہ بہ حسرت و یاس، اپنی ملکہ کے ہمراہ، تعطیل کے بہانے 16 جنوری 1978ء کو ملک سے فرار ہوا۔ چند روز کے بعد خمینی پیرس سے سترہ سالہ جلاوطنی کی زندگی ختم کر کے فاتحانہ شان سے ایران آتے ہیں۔ عوامی انقلاب کے نتیجے میں شاہ پور بختیار کی حکومت کا خاتمہ ہوتا ہے اور ہزاروں سال پُرانی بادشاہت کے آخری وزیرِاعظم مہدی بازرگان یہ عہدہ سنبھالتے ہیں۔ ریفرنڈم کرایا جاتا ہے۔ 98 فیصد ووٹ ''اسلامی جمہوریہ'' کے حق میں پڑتے ہیں۔ اِن سب ڈرامائی واقعات کا چشم دید احوال جناب مختار مسعود نے اپنی تصنیف ''لوحِ ایام'' میں اپنے مخصوص ادبی اسلوب میں بیان کیا ہے جو اُس زمانے میں آر سی ڈی کے سیکریٹری جنرل تھے جس کا ہیڈ کوارٹر تہران میں تھا......

ایران کے بعد پانچ احیائی تحریکوں کا بیان ہم پر بقایا ہے، جو فلسطین، کشمیر، بوسنیا و ہرزیگووینا، چیچنیا اور فلپائن کے مسلمان سال ہا سال سے انتہائی جاں فروشی سے جاری کیے ہوئے ہیں۔ فلسطین اور کشمیر کی تحریکوں کا حال ہم تفصیل کے ساتھ ''ندائے خلافت'' کے فلسطین نمبر اور کشمیر نمبر میں بیان کر چکے ہیں۔ موجودہ شمارے سے بوسنیا و ہرزیگووینا کے مسلمانوں کی تحریک اور اُسے کچلنے کے مظالم کی خونچکاں داستان کا آغاز کیا جا رہا ہے۔ یہ داستان لمبی اور پیچیدہ ہے۔ اُردو میں اس پر بہت کم لکھا گیا ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ یورپ کے عین قلب میں پھنسی ہوئی اِس مسلم ریاست کے لوگوں کی تحریک برائے اسلامیت کا احوال آپ کی خدمت میں پیش کیا جائے (س ق م)

بوسنیا کی جغرافیائی اہمیت

بوسنیا و ہرزیگووینا کی تاریخ اور اسلامی تہذیب و تمدن کے تعارف سے پہلے اِس علاقے کا جغرافیہ اور محلِ وقوع بتانا ضروری ہے۔ کچھ عرصہ پہلے تک یہ یوگوسلاویہ ہی کی ایک جمہوریت تھی۔

یوگوسلاویہ کے شمال میں آسٹریا اور ہنگری واقع ہے۔ مشرق میں رومانیہ اور بلغاریہ ہے۔ جنوب میں یونان اور البانیہ واقع ہیں۔ مغرب میں بحیرۂ اڈریاٹک ہے۔ شمال مغرب میں مختصر سی سرحد اٹلی کے ساتھ بھی ملتی ہے۔ دوسری جنگِ عظیم کے بعد 1945ء میں بادشاہت کے خاتمے کے بعد ''عوامی جمہوریہ یوگوسلاویہ'' کی داغ بیل ڈالی گئی۔ پھر جنوری 1953ء میں یوگوسلاویہ کو ''وفاقی عوامی اشتراکی ری پبلک'' کی حیثیت دی گئی۔ اسے ''جدید یوگوسلاویہ'' بھی کہا گیا جو مارشل ٹیٹو کی سربراہی میں وجود میں آیا۔ اس کی

> مذہبی آزادی اور رواداری کے نام نہاد علمبرداروں کا حال یہ ہے کہ یوگوسلاویہ کی وفاقی پارلیمنٹ بھی ایک مسجد کی جگہ پر بنائی گئی ہے جو تاریخ میں ''جامع بتار'' کے نام سے مشہور تھی اور بلغراد کی خوبصورت ترین مساجد میں سے تھی

سیاسی تقسیم نسلی بنیادوں پر کی گئی اور اس میں مندرجۂ ذیل چھ جمہوریتیں قائم کی گئیں:

(1) جمہوریہ سربیا: آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑی جمہوریہ ہے۔ آبادی ساٹھ لاکھ کے قریب ہے۔ اِن میں 85 فیصد سرب (آرتھوڈکس فرقے کے عیسائی)، چار فیصد مسلمان اور پانچ فیصد ہنگرین ہیں اور باقی دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے باشندے ہیں۔ اس کا دارالحکومت بلغراد ہے جو سابقہ یوگوسلاویہ کا بھی دارالحکومت تھا۔ ماضی میں بلغراد اسلامی شہر کی حیثیت سے پہچانا جاتا تھا، اس میں 270 مسجدیں تھیں اور 270 قرآنی تعلیم و تدریس کے مکتب تھے۔ مسجدیں اور مدرسے 1878ء میں مسلم حکومت کے خاتمے کے بعد عیسائیوں نے گرا دیئے اور ان کی جگہ ہوٹل اور تھیٹر قائم کر دیئے۔ یوگوسلاویہ کی وفاقی پارلیمنٹ بھی ایک مسجد کی جگہ پر بنائی گئی ہے جو تاریخ میں ''جامع بتار'' کے نام سے مشہور تھی اور بلغراد کی خوبصورت ترین مساجد میں سے تھی۔ اِن تمام مساجد میں سے صرف ایک مسجد باقی رہ گئی ہے جسے ''جامع بیرقلی'' کہا جاتا ہے۔ یہ قدیم ترین مسجد ہے اور 1521ء میں تعمیر کی گئی ہے (یعنی ہندوستان میں بابر بادشاہ کی آمد سے پانچ سال پہلے)۔

(2) جمہوریہ کروشیا: اسے عرب مورخین کرواتیہ لکھتے ہیں۔ آبادی 66 لاکھ کے قریب ہے۔ اس میں 75 فیصد کرواٹ (رومن کیتھولک فرقے کے عیسائی) 12 فیصد سرب اور 13 فیصد دیگر اقوام ہیں جن میں غالب اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ یہ دو بڑے صوبوں پر مشتمل ہے۔ ایک صوبہ کرواتیا اور دوسرا اسلاوونیا۔ دارالحکومت زغرب ہے جو بوسنیا کے مسلمان مہاجرین کی پناہ گاہ ہے۔ کرواٹ مذہب کے لحاظ سے کیتھولک عیسائی ہیں اور رومن کیتھولک چرچ سے وابستہ ہیں۔ زغرب میں مقامی مسلمانوں کی کوششوں سے ایک عظیم الشان اسلامک سنٹر تعمیر کیا گیا ہے۔ اس کا افتتاح 1987ء میں ہُوا تھا۔ افتتاح سے پہلے کسی تخریب کار نے اس میں آگ لگا دی تھی جسے بروقت بجھا دیا گیا۔ اِس حادثے کی خبر پوری دنیا میں پھیل گئی تھی اور رابطۂ عالم اسلامی، مکہ معظمہ، ندوۃ الشباب ریاض اور جمعیۃ الاصلاح، کویت کی طرف سے شدید احتجاج کیا گیا تھا اور پھر کویت کے بعض مخیّر حضرات کی طرف سے نقصان کی تلافی کر دی گئی تھی۔ تحقیقات کے بعد معلوم ہوا تھا کہ یہ آگ ایک سرب نوجوان نے لگائی تھی جس کا تعلق اسلام دشمن خفیہ تنظیم سے تھا۔

(3) جمہوریہ بوسنیا و ہرزیگووینا: اس کی آبادی 50 لاکھ ہے۔ ان میں 45 فیصد مسلمان، 32 فیصد سرب اور 18 فیصد کرواٹ ہیں۔ اِس جمہوریہ کا شمالی حصہ بوسنیا اور جنوبی حصہ ہرزیگووینا کہلاتا ہے۔ اس کا دارالحکومت سراجیوو ہے۔ اسے ''سراییوو'' بھی لکھا جاتا ہے۔ یہ ترکی زبان کے لفظ ''سرائے'' سے ماخوذ ہے۔ ترکی میں سرائے خلیفہ یا سلطان کی قیام گاہ کو کہتے ہیں، جیسے استنبول کی ''سرائے یلدز'' سلطان عبدالحمید دوم کی قیام گاہ تھی۔ بوسنوی زبان میں سرائے سے ''سراجیوو'' بن گیا۔

یہ جمہوریہ دوسری جمہوریاؤں کی طرح نسلی بنیاد پر نہیں تشکیل دی گئی۔ اس میں مسلمان، سرب اور کروات تینوں آباد ہیں۔ مسلمانوں کو نہ نسلی طور پر تسلیم کیا گیا تھا اور نہ مذہبی طور پر۔ مدت تک انہیں مجبور کیا جاتا رہا کہ وہ یا تو سرب نسل کا حصہ بن جائیں یا کروات کا، اور اگر یہ دونوں باتیں انہیں منظور نہ ہو تو پھر اپنے آپ کو صرف "یوگوسلاوی" کہیں۔ یہاں کے مسلمان عظیم الشان اسلامی تہذیب وتمدن کے وارث رہے ہیں۔ صرف سراجیوو صوبے میں 1092 مساجد تھیں۔ شہر سراجیوو پورے یوگوسلاویہ میں اسلامی تعلیم و تدریس کا مرکز رہا ہے۔ مدرسہ غازی خسرو بیک، غازی خسرو بیک لائبریری اور غازی خسرو بیک مسجد، نہ صرف یوگوسلاویہ کے اندر علم و معرفت کے مینار تھے، بلکہ پوری سلطنتِ عثمانیہ میں ان کی شہرت تھی۔

(4) جمہوریہ مقدونیہ: آبادی بیس لاکھ کے قریب ہے۔ اس میں 65 فیصد مقدونی نسل کے لوگ ہیں اور اِن کی غالب اکثریت مسلمان ہے۔ دس فیصد بوسنیا نسل کے لوگ ہیں اور وہ سب مسلمان ہیں۔ چار فیصد ترک مسلمان ہیں۔ دو فیصد سرب آرتھوڈکس عیسائی ہیں۔ اس جمہوریہ کا دارالحکومت سکوپیا ہے۔ یہ سابق یوگوسلاویہ کے جنوب میں ہے۔ اس کی سرحدیں بلغاریہ اور یونان سے ملتی ہیں۔ زبان اور کلچر کے لحاظ سے اس پر البانیہ کا رنگ غالب ہے۔ سکوپیا میں مسجدوں کی تعداد 372 ہے۔ مقدونیہ کے نام سے یونان کے اندر بھی ایک صوبہ ہے جس کی سرحد جمہوریہ مقدونیہ سے ملتی ہے۔

(5) جمہوریہ سلووینیا: آبادی تقریباً بیس لاکھ۔ دس فیصد آبادی سلووینی نسل پر مشتمل ہے اور رومن کیتھولک فرقے سے تعلق رکھتی ہے۔ تقریباً چھ لاکھ مسلمان ہیں، جو باہر سے آئے ہیں۔ عثمانی دور میں جب یہاں اسلام وارد ہُوا تو عثمانی فاتحین وہاں سے واپس آ گئے اور انہوں نے وہاں اسلام کی اشاعت پر توجہ نہیں دی۔ اس نے بھی سربوں سے لڑکر آزادی حاصل کی ہے۔ دارالحکومت لوبلیانا ہے۔ یہاں سب سے مضبوط مسلم تنظیم: "مسلم سٹوڈنٹس یونین آف ایسٹ یورپ" ہے۔

(6) جمہوریہ ماؤنٹ نیگرو: عرب اسے جبل اسود اور ترک قرہ داغ کہتے ہیں۔ آبادی چھ لاکھ کے قریب ہیں۔ اس کے باشندے ماؤنٹی نیگرو آرتھوڈکس فرقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہاں چودہ فیصد بوسنیا نسل کے لوگ بھی بستے ہیں جو سب مسلمان ہے۔ سات فیصد البانی ہیں اور وہ بھی مسلمان ہیں۔ اِس کا دارالحکومت ٹیٹو گراڈ ہے۔ اس کی تاریخی اہمیت یہ ہے کہ عثمانی ترکوں کا مقابلہ کرنے کے لیے یہاں کی تمام اقوام نے ماؤنٹ نیگرو کو اپنا مرکز بنائے رکھا، اور پچھلی جنگ میں بھی یہ جمہوریہ سربوں کے ساتھ مل کر جنوب سے بوسنیا کے اوپر حملہ آور ہوئی تھی۔

کوسوو (قوصوہ) اور سنجق دونوں مسلم صوبے ہیں اور دونوں جمہوریہ سربیا کے اندر واقع ہیں۔ صوبہ کوسوہ کی آبادی 18 لاکھ کے قریب ہے۔ 75 فیصد البانوی نسل کے مسلمان ہیں اور دس فیصد بوسنیا اور ترک نسل کے مسلمان ہیں۔ 13 فیصد سرب آرتھوڈکس ہیں۔ سلووینیا اور ماؤنٹ نیگرو کو اگر جمہوریہ کا درجہ دیا جا سکتا تھا تو اسے بھی مستقل جمہوریہ ہونا چاہیے تھا، مگر اسے اس لیے جمہوریہ نہیں بنایا گیا کہ اس میں مسلمانوں کی غالب اکثریت ہے۔ کوسوو دراصل البانیہ کا حصہ تھا، جسے پہلی جنگِ عظیم میں سربیا میں ضم کر دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ کوسوو کے مسلمانوں کی اکثریت البانی ہے۔ تمام بلقانی ریاستوں میں کوسوو کے البانی مسلمان دین کی پابندی میں مشہور ہیں۔ اس کی تاریخی اہمیت کی بڑی وجہ یہ ہے کہ یہی وہ مقام ہے جہاں عثمانی لشکر اور متحدہ عیسائی سرب افواج کے درمیان معرکہ بپا ہُوا۔ متحدہ عیسائی افواج شکست کھا گئیں اور اس کے بعد عثمانی فاتحین بلقان اور مشرقی یورپ کی طرف بڑھ گئے (کوسوو کے جدید حالات آئندہ چل کر اپنے مقام پر آئیں گے)

سنجق (Sandzak) بھی تقریباً سو فی صد مسلم آبادی پر مشتمل ہے۔ یہاں کے باشندے ترک نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ بہادری اور جانبازی میں مشہور ہیں۔ یہ اقلیم دراصل 1877ء تک بوسنیا کا حصہ تھی اور "بشالوک بوسنیا" کے نام سے معروف تھی۔ 1878ء میں برلن کانگرس کے بعد یہ آسٹریا ہنگری کے مقبوضات میں شامل ہوگئی اور پھر اسے سربیا اور ماؤنٹ نیگرو کے مابین تقسیم کر دیا گیا۔ 1878ء کے برلن معاہدے کے مطابق سنجق ایک مستقل اور خود مختار اقلیم تھی اور جمہوریہ سربیا یا جمہوریہ ماؤنٹ نیگرو کا حصہ نہیں تھی۔ پہلی جنگِ عظیم کے بعد اس کی خود مختاری کی مزید توثیق کر دی گئی۔ دوسری جنگِ عظیم کے بعد اس کی خود مختاری ختم کر دی گئی اور اسے جمہوریہ سربیا اور ماؤنٹ نیگرو کے درمیان بانٹ کر ختم کر دیا گیا۔ اس فیصلے پر مسلمانوں نے احتجاج کیا اور اُن کے ہزاروں لوگ قتل کر دیے گئے۔ سنجق سو فیصد مسلم آبادی کا علاقہ ہے، لیکن اس پر جمہوریہ سربیا کی آرتھوڈکس حکومت کا شدید دباؤ رہا ہے۔

ایسی چنگاری بھی یارب اپنی خاکستر میں تھی

محمد سمیع

ہمارے ایک پیارے عزیز نے ایک لطیفہ سنایا تھا کہ ایسے حالات میں جب ایک ملک کو دشمن کی فوجی یلغار کا سامنا تھا، فوج کی موبائل ٹیمیں شہر شہر، قریہ قریہ نوجوانوں کو بطور رضا کار ملکی دفاع کی تیاریوں کے لیے حرکت میں تھیں۔ ایسی ہی ایک ٹیم نے کسی گاؤں میں جا کر لوگوں کو جمع کیا۔ ٹیم کے سربراہ نے ملک کے دفاع اور حب الوطنی کے تقاضوں پر ایک پرجوش تقریر کرنے کے بعد اپنے سامنے ایک بڑا سا دائرہ کھینچ دیا کہ وہ نوجوان جو ملک کے دفاع میں حصہ لینا چاہیں وہ اس دائرے کے اندر آجائیں۔ کافی دیر ہوگئی لیکن کوئی نوجوان اس دائرے کے اندر آتا دکھائی نہیں دیا۔ ٹیم کے سربراہ کی سخت مایوسی اور اس کا اضطراب اس کے چہرے سے عیاں تھا کہ اتنے میں ایک نوجوان ڈرا ڈرا سہا سہا اس دائرے میں داخل ہوا۔ ٹیم کے سربراہ نے اپنے غصہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ تو ان بزدلوں میں کہاں کا بہادر پیدا ہوگیا۔ چل اپنی راہ لے۔

لیکن خرم صمد کو ایسی بات نہیں کہی جاسکتی، اس لیے کہ اس نے امریکی سفیر کے سامنے سہمے سہمے ڈرے ڈرے انداز میں بات نہیں کی، بلکہ دو ٹوک الفاظ میں اپنی حب الوطنی کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ نائن الیون کے واقعہ کے بعد اس وقت کے فوج کے چیف نے پتھر کے دور میں داخل کردیے جانے کی دھمکی پر ڈرے ڈرے اور سہمے سہمے انداز میں امریکہ کی توقعات سے زیادہ اس کے مطالبات مان لئے تھے اور اس کے بعد قوم کے سامنے شیر بن کر وہ حرکتیں کیں جس کے نتیجے میں آج وہ "آرمی" ہاؤس میں ڈرا ڈرا اور سہا سہا وقت گزار رہا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ وہ جب صحافیوں کے سامنے آتا ہے تو شیر بننے کی ناکام کوشش کرتا ہوا نظر آتا ہے، حالانکہ اس کے چہرے کے تاثرات اور اس کی باڈی لینگویج اس کی باتوں کا ساتھ دیتی نظر نہیں آتی۔

حیرت کے ساتھ خرم صمد کی جراءت پر یہ کہنا پڑتا ہے کہ ؎

ایسی چنگاری بھی یارب اپنے خاکستر میں "ہے"۔

ایک تو وہ مرد انکار تھا جس نے فوجی سربراہ کے سامنے انکار کی جرأت کی تھی لیکن خرم صمد تو اس پر بھی بازی لے گیا۔ اس نے تو اپنے ملک کے فوجی سربراہ کے سامنے نہیں بلکہ ایک سپر پاور کے سفیر کے سامنے جرأت انکار کا مظاہرہ کیا ہے۔ قوم اس پر اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کرے کم ہے کہ ابھی ہم میں خرم صمد جیسے نوجوان موجود ہیں اور یقیناً اس قوم میں وہ تنہا نوجوان نہیں بلکہ اپنے ہی جیسے نوجوانوں کا نمائندہ بن کر سامنے آیا ہے اور جب تک ہم میں ایسے نوجوان موجود ہیں، ان شاء اللہ ہمارے ملک کو کوئی ٹیڑھی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔

> خرم صمد تو افتخار محمد چوہدری پر بھی بازی لے گیا۔ اس نے تو اپنے ملک کے فوجی سربراہ کے سامنے نہیں بلکہ ایک سپر پاور کے سفیر کے سامنے جرأت انکار کا مظاہرہ کیا ہے۔ قوم اس پر اللہ تعالیٰ کا جتنا شکر ادا کرے کم ہے

ایسے وقت میں جبکہ امریکہ بہادر ہمارے قبائلی علاقوں میں وقتاً فوقتاً جارحیت کا ارتکاب کرتا رہتا ہے اور اب اس کی شہ پر اس کے بغل بچے نے پاکستان میں فوج اتارنے کی دھمکی دی ہے اور ہمارے ازلی دشمن کے جاسوس طیارے ہمارے قبائلی علاقوں میں حرکت میں آ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ خرم صمد کے اس واقعہ کے ذریعہ ہمیں یہ پیغام دے رہا ہے کہ "نہ خوف کھاؤ اور نہ غمزدہ ہو۔ تمہیں کامیاب ہو گے اگر تم واقعی مومن ہوئے۔" یقیناً ایک مومن ہی باطل کو للکارنے کی جرأت کرسکتا ہے۔ ہم پر لازم ہے کہ ہم مومن بن کر دکھائیں، جس کے لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت لازمی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہمیں اپنے رسول ﷺ کے ذریعہ ملا ہے کہ "عہد کو پورا کرو، بیشک عہد کے بارے میں باز پرس ہوگی"۔ ہم نے بھی اللہ تعالیٰ سے تحریک پاکستان کے دوران یہ عہد کیا تھا کہ اگر ہمیں ایک آزاد خطہ میسر آگیا تو ہم اسے دنیا کے سامنے اسلام کے اصول حریت و اخوت و مساوات پر مبنی ایک اسلامی ریاست بنا کر پیش کریں گے۔ لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ ہم نے اپنا وہ وعدہ پورا کردیا؟ اگر ایسا ہوگیا ہوتا یعنی پاکستان میں اسلام کے نظام عدل اجتماعی کا قیام عمل میں آگیا ہوتا اور ہر شہری کو عدل و انصاف کی ضمانت مل چکی ہوتی تو کیوں پاکستان دولخت ہوتا؟ آج کیوں بلوچستان کا ایک بیٹا یہ کہنے پر مجبور ہوتا کہ اگر بلوچستان کے ساتھ انصاف نہ ہوا تو پھر وہاں ویزا لیکر آنا پڑے گا؟ ہمارے دشمن قبائلی علاقے کو پاکستان سے کاٹ کر ایک الگ ریاست بنانے کا خواب کیوں دیکھ رہے ہوتے؟ لیکن افسوس کہ ہماری آنکھیں پھر بھی نہیں کھلتیں۔ ہم آج بھی سزائے موت کے خاتمے کی صورت میں ایسے احکامات جاری کر رہے ہیں جو قرآن و سنت سے متصادم ہیں۔ قاتل کو معاف کرنے کا اختیار ہمارے دین نے صرف مقتول کے ورثاء کو دیا ہے، کوئی حکومت اور نہ کوئی سربراہ حکومت اس اختیار میں کوئی ترمیم کرسکتا ہے۔ جب ہم ایسے ایسے احکامات جاری کریں گے تو اللہ ہم سے کب خوش رہے گا۔

ہمیں چاہیے کہ ملک کے تمام قوانین کو اسلامی احکامات کے تابع کریں اور اس سلسلے میں اب تک اسلامی مشاورتی کونسل نے جتنی سفارشات پیش کی ہیں، ان پر عمل درآمد کو یقینی بنائیں۔ فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے بارے میں کیے گئے فیصلہ کو نافذ کریں۔ اس وقت ہم دشمن کے نرغے میں ہیں۔ ایسے میں ہمیں اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اسلام کے نظام عدل اجتماعی کے نفاذ کے بارے میں اپنی کوتاہی پر اس کے حضور توبہ کریں اور اس کوتاہی کا ازالہ کریں۔ صرف اسی صورت میں ہم اللہ کی مدد کے مستحق ہوسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عنایت فرمائے۔

ڈاکٹر اسرار احمد کا قصور؟

سیف اللہ خالد

لاہور اور بعض دیگر شہروں میں بانیٔ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کے خلاف ایک خاص مکتبہ فکر کی جانب سے احتجاجی مظاہرے کئی روز سے جاری ہیں۔ یہ مظاہرے ڈاکٹر صاحب کے QTV پر نشر ہونے والے ایک درس قرآن میں ایک آیت کی بیان کی گئی تشریح کے حوالے سے کیئے جا رہے ہیں۔ حالانکہ ڈاکٹر صاحب نے جس حدیث کا حوالہ اپنے درس میں دیا، وہ معروف تفاسیر میں موجود ہے۔۔۔۔ موجودہ صورتحال کے تناظر میں سیف اللہ خالد نے اپنے کالم میں اصل حقائق کو بہت عمدگی سے بیان کیا ہے، یہ کالم روزنامہ ''امت'' کراچی میں شائع ہوا ہے۔ ہم ''امت'' کے شکریے کے ساتھ اب اسے قارئین ندائے خلافت کے مطالعے کے لیے پیش کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

ڈاکٹر اسرار احمد کا قصور کیا ہے؟ لاہور پریس کلب کے باہر مشتعل لوگ گندی زبان استعمال کر رہے تھے۔ انتہائی نامناسب زبان پر مشتمل بینر اُٹھا رکھے تھے۔ ڈاکٹر اسرار کے خلاف ایسی ایسی نعرے بازی ہو رہی تھی کہ اسے رقم کرنا اخلاقیات کے دائرے سے باہر ہے۔ اس مظاہرے کے منتظمین اعلان کر رہے تھے کہ ان کا آئندہ مظاہرہ پُر امن نہیں ہوگا۔ باہر یہ طوفانِ بدتمیزی بپا تھا اور اخبار نویس ایک دوسرے سے سوال کر رہے تھے کہ اس بوڑھے دانشور کا قصور کیا ہے جو زندگی کو قرآن کی تعلیمات کے مطابق ڈھالنے کا درس دیتا ہے اور خود کو قرآنیات کا طالب علم کہتا ہے جو فرقہ واریت پر یقین نہیں رکھتا اور امن کا داعی ہے، جس کے مخالفین بھی اس کی عزت کرتے ہیں۔ علم کی وجہ سے نہیں تو عمر کی وجہ سے ہی سہی۔ حیرت سے سب ایک دوسرے سے استفسار کر رہے تھے، کہ معلوم ہوا اُن پر توہین حضرت علیؓ کا الزام ہے۔ مظاہرین ایک ہینڈ بل تقسیم کر رہے تھے جس کا صرف ایک ہی جملہ قابل اشاعت ہے کہ ڈاکٹر اسرار احمد نے حضرت علیؓ کی توہین کی ہے۔ اس کے سوا ہر لفظ گندی گالی تھا یا پھر قانون کی گرفت میں آنے والی دھمکی۔

سوال یہ پیدا ہوا کہ حضرت علیؓ کی توہین ڈاکٹر اسرار احمد کیوں کرنے لگے۔ حضرت علیؓ دامادِ رسولؐ ہیں اور دیگر صحابہ کرامؓ کی طرح ان کا احترام، ان کی عزت، ان کی عقیدت، ایمان کا حصہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی سب سے چھوٹی بیٹی ہی ان کے نکاح میں نہ تھی بلکہ انھیں بذات خود رسول اللہ ﷺ کی محبت سے وافر حصہ ملا۔ ان کا بچپن آپؐ کی نگرانی میں گزرا۔ وہ آپؐ کے سایۂ شفقت میں پروان چڑھے اور پھر داماد کے طور پر پسند کر لیے گئے۔ جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انھیں مجھ سے ایسی ہی نسبت ہے، جیسے ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی۔ تقریباً 15 روز

سوال یہ ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جو اس علمی انداز میں بیان کردہ واقعہ کی بنیاد پر طوفان اُٹھائے ہوئے ہیں؟ دعوے سے کہا جا سکتا ہے کہ ان میں 99 فیصد کو یہ علم بھی نہیں ہوگا کہ اصل قصہ کیا ہے

سے لاہور میں ڈاکٹر اسرار کے خلاف پروپیگنڈا مہم جاری ہے۔ دھمکیاں اور ان کے قتل کی ترغیب پر مشتمل پمفلٹ تقسیم کیے جا رہے ہیں اور افسوس کا پہلو یہ ہے کہ اس ساری مہم میں ایک ٹی وی چینل بھی ملوث ہے۔ پاکستان میں مغربی و بھارتی اقدار کو پھیلانے کا مرتکب یہ ٹی وی چینل اور اس کا آن لائن تماشہ گر، جس نے دین کے نام پر اداکاری کا بازار گرم کر رکھا ہے، جو خود ایک سے زائد مرتبہ صحابہؓ کے حوالے سے متنازعہ اور قابل اعتراض گفتگو کا مرتکب ہو چکا ہے اور قرآن کی تلاوت تک درست انداز میں کرنے پر قادر نہیں، اس مہم میں پیش پیش ہے۔ سوال یہ نہیں کہ ڈاکٹر اسرار کو گالی دی جاتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا کسی نے جاننے کی کوشش بھی کی کہ اصل معاملہ کیا ہے؟ اور اس کے پیچھے کیا مقاصد ہیں؟ یہ سارا ہنگامہ کسی خاص مقصد کے تحت تو نہیں اُٹھایا جا رہا۔ بات بہت سیدھی ہے کہ حضرت علیؓ کے مقام و مرتبے اور احترام کے مقابلے میں ڈاکٹر اسرار احمد کی کوئی حیثیت نہیں۔ اگر واقعی انھوں نے ایسا کیا ہے تو انھیں کڑی سزا ملنی چاہیے مگر کیا واقعی انھوں نے ایسا کیا ہے؟ 12 جون کو QTV نے ڈاکٹر اسرار کا 1997ء کا ایک درس قرآن آن ایئر کیا، جس میں انھوں نے سورۃ النساء کی آیت نمبر 43 پر بات کی۔ اس آیت کا شان نزول بیان کرتے ہوئے انھوں نے حضرت علیؓ سے ایک روایت نقل کی۔

حضرت علیؓ سے مروی یہ روایت مبارکہ امام ابن جریر طبری کی تفسیر طبری، امام قرطبی کی تفسیر قرطبی، امام ابن کثیر کی تفسیر ابن کثیر، امام ابن جوزی کی زاد المسیر، امام سیوطی کی الدر المنثور، امام ثعالبی کی تفسیر الثعالبی، امام مقاتل بن حیان کی تفسیر مقاتل، امام ابن عطیہ کی تفسیر ابن عطیہ، امام ابن عاشور کی تفسیر ابن عاشور، علامہ آلوسی کی روح المعانی، امام خازن کی تفسیر خازن، علامہ سمرقندی کی بحر العلوم، امام بقاعی کی نظم الدرر اور دیگر تقریباً تمام تفاسیر میں اس آیت کے شان نزول کے طور پر موجود ہے۔ کتب احادیث میں جامع ترمذی کے علاوہ سنن ابی داؤد میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ علامہ ناصر الدین البانی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے او رامام ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے۔ امام ابوداؤد نے بھی اسے درست قرار دیا ہے۔

اس بات کا پورا امکان ہے کہ بہت سے لوگ اس روایت کو غلط سمجھتے ہوں، تاہم اگر اس سے کسی کو اختلاف ہے تو اسے علمی سطح پر دلیل سے پیش کیا جانا چاہیے نہ کہ توہین کا شور مچا کر۔ اگر یہ دلیل مان لی جائے کہ اسلامی احکامات سے قبل کے واقعات کا تذکرہ بھی توہین ہے تو پھر اچھا خاصا فساد پھیلے گا۔ تمام صحابہ کرامؓ قبول اسلام سے قبل حالت کفر میں رہے ہیں۔ کل کوئی سرپھرا اس بات پر بندوق نکال کر آ جائے گا کہ حضرت عمرؓ کے قبول اسلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے یہ کیوں کہا گیا کہ وہ آپؐ کو قتل کرنے نکلے تھے۔ راستے میں ارادہ بدل گیا۔ اس طرح کی گفتگو کو توہین قرار دینا انتہا پسندی ہے۔

سوال یہ ہے کہ وہ کون لوگ ہیں جو اس علمی انداز میں بیان کردہ واقعہ کی بنیاد پر طوفان اُٹھائے ہوئے ہیں؟ دعوے سے کہا جا سکتا ہے کہ ان میں 99 فیصد کو یہ علم بھی نہیں ہوگا کہ اصل قصہ کیا ہے اور نہ ہی انھیں کسی مسلک کا نمائندہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ اصل قضیہ یہ ہے کہ ایک ٹی وی

چینل جو ملک میں مشرقی روایات کی دھجیاں اڑانے میں ہمیشہ پیش پیش رہا ہے، وہ اس قصے کو اچھال رہا ہے اور بعض کم فہم جذباتی لوگ اس رو میں بہہ چکے ہیں۔ یہ لوگ علانیہ طور پر توہین صحابہؓ کے مرتکب ضرور ہو رہے ہیں۔

اس میں شبہ نہیں کہ سیدنا حضرت علیؓ کی شان اقدس میں گستاخی کسی صورت برداشت نہیں کی جاسکتی، نہ کوئی مسلمان ایسا سوچ ہی سکتا ہے کہ وہ حضرت علیؓ یا کسی بھی صحابیؓ کی شان اقدس میں گستاخی کرے۔ اگر واقعی ان کے نزدیک ڈاکٹر اسرار نے گستاخی کی ہے تو اس کا آسان رستہ قانونی چارہ جوئی ہے۔ وہ کسی بھی تھانے میں پرچہ درج کرواسکتے ہیں تاکہ اگر واقعی ڈاکٹر اسرار نے کوئی گستاخی کی ہے تو انھیں سزا مل سکے۔ تاہم یہ نفرت انگیز گفتگو، یہ گالیاں اور مقدس شخصیات کے بارے میں بازاری زبان کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتی۔ پھر یہ لوگ جس مکتبہ فکر کی نمائندگی کا دعویٰ کرتے ہیں، ان کا اس مکتبہ فکر سے بھی کوئی تعلق نہیں اور نہ یہ لوگ اس مکتب فکر کے نمائندہ ہیں بلکہ کسی خاص مقصد کے تحت اس مسلک کو بدنام کرنے اور ملک میں فساد پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایسے ہی شرپسندوں کے ہاتھوں گزشتہ دنوں ایک خوفناک حادثہ پیش آیا تھا، جب ٹھوکر نیاز بیگ کے علاقے میں ایک مخصوص مکتبہ فکر کی مسجد میں ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے کے جرم میں ایک فیکٹری مزدور کو زندہ جلا دیا گیا۔ یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ ایسا کرنے والے شرپسند ہی ہوسکتے ہیں۔ اس حادثے پر حکومتی اداروں کی خاموشی کے سبب اب ایک ٹی وی چینل کو یہ جرأت ہوئی ہے کہ وہ لوگوں کو ورغلا کر، ان کے ایمان سے کھیل کر، ان کے جذبات کو آگ لگا کر ایک شرانگیز صورتِ حال پیدا کرسکے۔ اس صورتِ حال پر اگر حکومتی ادارے خاموش رہے اور انھوں نے کوئی کردار ادا نہ کیا تو یہ انتہاپسندی کہاں تک پہنچے گی اور اس کا نتیجہ کیا نکلے گا، اس کا اندازہ کرنا کوئی مشکل کام نہیں۔ جہاں تک حضرت علیؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ کی عزت واحترام کا تعلق ہے تو اس پر قطعی کوئی سودے بازی ممکن نہیں۔ نہ کسی حضرت علیؓ کی توہین کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے، نہ ان کا نام لے کر کسی اور صحابیؓ کی توہین کی اجازت دی جاسکتی ہے۔ اس شرانگیز صورتِ حال کو دیکھ کر ان لوگوں کا مطالبہ جائز معلوم ہوتا ہے جو ایک عرصے سے یہ کہہ رہے ہیں کہ صحابہ کرامؓ اور اہل بیت کی توہین پر سزا نافذ کی جائے اور باقاعدہ قانون سازی کی جائے۔ اگر یہ قانون سازی ہوجائے تو پھر کسی کو کسی پر الزام لگانے کی جرأت نہ ہوگی۔

پریس ریلیز **28جون2008ء**

حضرت علیؓ "شاہکار رسالت ﷺ" تھے۔ میرے نزدیک حضرت علیؓ اور پورے خانوادہ نبوتؐ کی محبت اور تعظیم ایمان کا جزوِ لازم ہے

جس نام نہاد مسلمان کے دل میں ان میں سے کسی سے بغض موجود ہو تو وہ بدترین قسم کا منافق ہے

ڈاکٹر اسرار احمد

تنظیم اسلامی کے بانی اور مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے صدر مؤسس ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے جمعہ (27 جون) کو مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی، لاہور میں اپنے خطاب جمعہ کے آخر میں فرمایا کہ میں حضرت علیؓ کی شان میں گستاخی یا توہین کا تصور تک نہیں کرسکتا۔ حضرت علیؓ "شاہکار رسالت ﷺ" تھے۔ میرے نزدیک حضرت علیؓ اور پورے خانوادہ نبوتؐ کی محبت اور تعظیم ایمان کا جزوِ لازم ہے۔ اور جس مسلمان کے دل میں ان کی محبت نہ ہو وہ حقیقی ایمان سے محروم ہے، اور جس نام نہاد مسلمان کے دل میں ان میں سے کسی سے بغض موجود ہو تو وہ بدترین قسم کا منافق ہے، میں ایک مشہور مصنف اور مفکر کی اس رائے کے برعکس کہ حضرت عمرؓ "شاہکار رسالت ﷺ" تھے اس کا قائل ہوں کہ اصل "شاہکار رسالت ﷺ" حضرت علیؓ تھے اور انسان کی فکری صلاحیت اور عملی استعداد دونوں کے بلندترین مقام پر ہونے کے ساتھ ساتھ ان میں کامل توازن کی کامل واکمل مثال تو نبی اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ ہے، لیکن صحابہ کرامؓ کی مقدس جماعت میں اس اعتبار سے آنحضور ﷺ سے کلی مشابہت رکھنے والے حضرت علیؓ تھے۔ اور یہ باتیں میں آج کسی وقتی مصلحت یا دباؤ کے تحت نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ میرے یہ خیالات آج سے اکیس (21) سال قبل کے شائع شدہ کتابچے "مثیل عیسیٰ علیہ السلام علی مرتضیٰؓ" میں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی اکرم ﷺ اور آپؐ کے اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت سے حصہ وافر عطا فرمائے، آمین

(جاری کردہ: شعبہ نشرواشاعت تنظیم اسلامی)

دعائے مغفرت کی اپیل

- حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن کے رفیق محمد زمان باجوہ کے سسر اور محمد لقمان عارف کی دادی قضائے الٰہی سے وفات پاگئے
- تنظیم اسلامی اولڈ سٹی کراچی کے ناظم تربیت محمد نعمان اور معتمد محمد رضوان کے والد اس دارفانی سے کوچ کرگئے

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ رفقائے تنظیم اسلامی اور قارئین ندائے خلافت سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے

ضرورت رشتہ

☆ والدین کے سائے سے محروم 25 سالہ لڑکی، تعلیم میٹرک کے لیے برسرروزگار، شریف النفس لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ:

0307-4753738, 042-5204001

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

بُرے حکمران اور ہمارا رویہ

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

بُرے حکمران عوام الناس کی بداعمالیوں کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ کائنات کا نظام اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے۔ جو کچھ دنیا میں رونما ہو رہا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے چاہنے سے ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے، بادشاہت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے، جب چاہتا ہے واپس لے لیتا ہے۔ یہ حکمران کا امتحان ہے کہ وہ عوام الناس کی بھلائی کے لیے کام کرتا ہے یا انہیں تنگ کر کے اُن کو ظلم وستم کا نشانہ بناتا اور اپنی اغراض کو پورا کرتے ہوئے دولت اور شہرت اکٹھی کرنے میں پڑا رہتا ہے۔ بُرے حکمران عوام الناس کا بھی امتحان ہیں کہ وہ اُن کے ظلم وستم کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں یا انہیں برداشت کرتے ہیں اور اُن کی غلط پالیسیوں کی حمایت کر کے ناجائز مراعات حاصل کرتے ہیں۔

جب لوگ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلتے ہیں تو اُن پر اچھے حکمران لائے جاتے ہیں جو لوگوں کے مفاد میں کام کرتے ہیں، مگر جب لوگ بداعمالیوں میں پڑ جاتے ہیں تو اُن پر بُرے حکمران مسلط کر دیئے جاتے ہیں جو اُن کو عذاب میں ڈال دیتے ہیں۔ مگر کوئی حکمران اللہ تعالیٰ کی مشیت کو توڑ کر حکمران نہیں بن جاتا۔ بُرے حکمران عوام الناس کے لئے مصائب اور دشواریاں پیدا کرتے ہیں مگر کوئی مصیبت ایسی نہیں جو اللہ کی مشیت کے بغیر آ جائے۔ قرآن مجید میں ہے کہ ”کوئی مصیبت نہیں جو اللہ کی اجازت کے بغیر نازل ہو“۔ نیز یہ بھی قرآن مجید میں ہے کہ ”جو بھی مصیبت تم پر آتی ہے وہ تمہارے اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے اور بہت سی بداعمالیوں کو تو اللہ معاف بھی کر دیتا ہے“۔

برصغیر کے مسلمانوں نے پاکستان کے قیام کی بنیاد لا الٰہ الا اللہ پر رکھی۔ انتہائی نامساعد حالات کے باوجود پاکستان بن گیا۔ قیام پاکستان کے بعد پاکستانی قوم اللہ سے کئے ہوئے وعدے کو بھول گئی۔ نفاذ شریعت کے امکان کو بھی ختم کر دیا اور بحیثیت مجموعی پوری قوم لہو ولعب میں مشغول ہو گئی، بلکہ مسلمانوں اور اسلام کے پکے دشمنوں کے طور طریقے اپنانے میں فخر محسوس کرنے لگے تو مشیت خداوندی کے تحت قوم پر بد سے بدتر حکمران آتے رہے۔ جنھوں نے دشمنانِ اسلام کو خوش کرنے کی خاطر اپنوں کا قتل عام کیا۔

بُرے حکمرانوں کی برائیوں کا تذکرہ نہایت بھلا لگتا ہے۔ جہاں دو چار لوگ اکٹھے ہوئے حکمرانوں کو برا بھلا کہنے میں مشغول ہو گئے۔ نہ تو اپنے کردار وعمل کی اصلاح کا عہد کیا، نہ کسی برائی کو چھوڑا، تو یہ کارِ عبث ہے۔ بُرے حکمرانوں کو سب وشتم کا نشانہ بنانے اور اُن کے حق میں بددعائیں مانگنے میں لگ جانا مسئلے کا حل نہیں۔ بلکہ مسئلے کے حل کے لیے اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعائیں مانگنے، اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہونے، اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور اپنا طرزِ عمل درست کر کے اللہ کے احکام کی پابندی کرنے کا عہد کرنا چاہیے۔

بلاشبہ اللہ جب چاہے برے حکمران سے اقتدار چھین سکتا ہے مگر اس کا ہر کام حکمت پر مبنی ہوتا ہے۔ وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کون اپنے دین کے ساتھ خلوص رکھتا ہے اور جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہتا ہے اور کون دنیاوی مفادات کے حصول کے لیے برے حکمران کا ساتھ دے کر معصیت کا راستہ اختیار کرتا ہے۔

بیماری اور صحت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ جب بیماری آتی ہے تو صحت کی دُعا کے ساتھ ساتھ دوا کا استعمال بھی کیا جاتا ہے۔ اور بیماری کی وجہ دریافت کر کے آئندہ کے لیے اُس سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ اسی طرح جب تک قوم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی والے کام چھوڑ کر توبہ نہ کرے گی بلکہ بُرے حکمرانوں کو سب وشتم کرنے اور اُن کے حق میں بددعائیں کرنے میں مشغول رہے گی تو اُن کی دعائیں قبول نہیں ہوں گی۔ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے دو الفاظ میں نتیجہ خیز بات فرما دی ہے کہ ”اعمالکم عمالکم“ یعنی تمہارے اعمال ہی تمہارے حاکم ہیں۔ اگر تم اللہ کی فرمانبرداری اختیار کرو گے تو تم پر نیک، خداترس اور نرم مزاج حاکم مقرر کیے جائیں گے اور اگر اللہ کی نافرمانی والے کام کرو گے تو تمہارے اوپر ظالم، تندخو، بددیانت اور بے رحم حکمران مقرر کیے جائیں گے، جو تمہیں سخت عذاب میں مبتلا کریں گے۔

ایسا نہیں ہو سکتا کہ قوم بحیثیت مجموعی ہر طرح کی نافرمانیوں میں لگی ہوئی ہو، لہو ولعب میں گرفتار ہو کر بے پردگی، بے حیائی اور رذائل اخلاق اختیار کیے ہوئے ہو اور اس پر عمر بن عبدالعزیزؒ جیسا حکمران آ جائے۔ معارف الحدیث (جلد ہفتم) کی آخری حدیث قدسی کا ترجمہ اس طرح ہے:

”حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود و مالک نہیں، میں حکمرانوں کا مالک اور بادشاہوں کا بادشاہ ہوں، بادشاہانِ عالم کے دل میرے ہاتھ میں ہیں (اور میرا قانون ہے کہ) جب میرے بندے میری اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہیں تو میں ان کے حکمرانوں کے دلوں کو رحمت وشفقت کے ساتھ ان بندوں پر متوجہ کر دیتا ہوں اور جب بندے میری نافرمانی کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں تو میں ان کے حکمرانوں کے قلوب کو خفگی اور عذاب کے ساتھ ان بندوں کی طرف موڑ دیتا ہوں پھر وہ ان کو سخت تکلیفیں پہنچاتے ہیں۔ پس تم اپنے حکمرانوں کے لیے بددعا میں مشغول نہ ہوا کرو بلکہ اپنے کو میری یاد میں اور میری بارگاہ میں الحاح وزاری میں مشغول کرو تا کہ میں تمہارے لیے کافی ہو جاؤں حکمرانوں کے عذاب سے نجات دینے کے لیے۔“

(حلیۃ الاولیاء لابی نعیم)

رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی حقیقی بادشاہ ہے۔ کائنات میں اُس کی مشیت کارفرما ہے۔ وہ اپنے فرمانبردار بندوں پر نرم خو اور اچھے لوگوں کو حکمران بناتا ہے اور جب کوئی معاشرہ نافرمانیوں پر اتر آئے تو لوگوں پر برے حکمران مسلط کر دیتا ہے جو اُن کو طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ اگر ایسی صورت حال پیدا ہو جائے تو برے حکمرانوں کو سب وشتم کرنے کی بجائے عوام الناس کو بحیثیت قوم اپنی بداعمالیوں سے توبہ کرنی چاہیے۔ اچھے اعمال اختیار کرنے چاہئیں۔ اللہ کے ذکر اور اُس کے حضور گڑگڑا کر معافی مانگنی چاہیے۔

نیز بُرے حکمرانوں کو راہ راست پر لانے کے لیے مقدور بھر کوشش کرنی چاہیے۔ اگر اُن کی اصلاح ممکن نظر نہ آتی ہو تو مل جل کر اُن کو اقتدار سے الگ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یہ انفرادی اور اجتماعی جدوجہد اگر کامیاب ہوتی ہے تو برے حکمرانوں سے نجات مل جائے گی۔ اگر یہ کوشش کامیاب نہیں ہوتی تو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے اللہ کے ہاں اجر پائیں گے۔

امریکی تھنک ٹینک کا تجزیہ اور صدر مشرف کا طرزِ عمل

محمد منصور خاں

خاکم بدہن کچھ عرصہ پہلے ایک امریکی تھنک ٹینک کا یہ تجزیہ سامنے آیا کہ 2015ء تک پاکستان نام کا کوئی ملک دنیا کے نقشے پر موجود نہیں رہے گا، تو اس پر قومی اور سیاسی حلقوں میں گہری تشویش کا اظہار کیا گیا۔ اس لیے کہ امریکی تھنک ٹینک دراصل حکومت کی رہنمائی میں کام کرتے ہیں اور ان کے تجزیوں کی بنیاد دراصل حکومت کی پالیسیوں پر ہوتی ہے۔ حکومت مستقبل کے لیے جو پالیسیاں وضع کرتی اور جن نتائج کی توقع رکھتی ہے، انہی کو یہ تھنک ٹینک اپنے تجزیوں کی بنیاد بناتے ہیں۔

امریکی تھنک ٹینک کے تجزیے کے بعد ملک میں جو صورت حال پیدا ہوئی اور خاص طور پر پرویز مشرف کی پالیسیوں اور سابقہ حکمرانوں کے طرزِ عمل نے جن خدشات کو جنم دیا انہوں نے امریکی تھنک ٹینک کے تجزیے کی اہمیت میں نہ صرف اضافہ کیا بلکہ یہ تاثر بھی گہرا ہوتا چلا گیا کہ پاکستان کی بقا حکمرانوں کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے خطرے میں پڑ گئی ہے اور خاص طور پر پرویز مشرف کی طرف سے افغانستان کے مسئلے پر امریکہ کا ساتھ دینے، دہشت گردی کے خلاف جنگ کے نام پر آزاد قبائلی علاقوں میں فوجی آپریشن شروع کرنے، روشن خیالی کے نام پر اسلام کا مذاق اڑانے اور قیامِ پاکستان کے اغراض ومقاصد اور نظریات کی تضحیک کرنے کے علاوہ شوکت عزیز کی معاشی اور اقتصادی پالیسیوں کے ذریعے ملکی معیشت کا جنازہ نکالنے اور وطن عزیز کو امریکہ کے پاس گروی رکھنے کی جو پالیسی اختیار کی گئی ہے وہ دراصل امریکی تھنک ٹینک کے تجزیے اور پیش گوئی کو پورا کرنے کی ایک سازش کا حصہ ہے اور ملکی معیشت کو تباہ کرنے اور قومی مالیاتی اداروں کا جنازہ نکالنے کے بعد شوکت عزیز کا ملک سے بھاگ جانا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ یہ سب کچھ ایک سازش کے تحت کیا جاتا رہا اور صدر اس سارے عمل میں برابر کے شریک ہیں، کیونکہ انہوں نے وزیراعظم شوکت عزیز اور سابقہ حکمرانوں کی پالیسیوں کی مکمل حمایت کی بلکہ اپنی پالیسی ان پر مسلط کر کے وطن عزیز کی سلامتی اور بقا کو لاحق خطرات میں زبردست اضافہ کیا۔

اس پس منظر میں پاکستان کے ممتاز ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے حال ہی میں اپنے ایک انٹرویو میں پرویز مشرف کے حوالے سے جن خدشات کا اظہار کیا ہے، وہ بلاجواز نہیں بلکہ ان کا یہ خدشہ ٹھوس بنیاد رکھتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ صدر مشرف امریکی ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں اور امریکہ کا منصوبہ یہ ہے کہ 2015ء تک پاکستان کو توڑ دیا جائے۔ انہوں نے امریکہ سے شائع ہونے والے ایک اردو ہفت روزہ کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ صدر مشرف وہی کچھ کر رہے ہیں جو امریکہ چاہتا ہے۔ امریکہ 2015ء تک پاکستان کو توڑنا اور اسے تقسیم کرنا چاہتا ہے۔ انہوں نے بین الاقوامی ایٹمی ایجنسی کے ادارہ پر بھی شدید تنقید کی اور کہا کہ یہ امریکہ اور یہودیوں کا ادارہ ہے، یہ عالمی ادارہ نہیں۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے لیبیا کے الزام کی تردید کی اور کہا ہم نے اس سے کوئی سامان نہیں لیا۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے سب کچھ اپنے بیوی بچوں کو بتا دیا ہے، اب وقت آ گیا ہے کہ میں سب کچھ عوام کے سامنے لے آؤں۔ جلد ہی قوم حقیقت جان لے گی۔ ایٹمی اسلحہ کی موجودگی میں بڑے پیمانے پر دوسرے اسلحہ کی خریداری کے حوالے سے انہوں نے کہا اس کی خریداری ایٹمی اسلحہ کی موجودگی میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی اور یہ لوگ صرف کمیشن کھانے کے لیے اسلحہ خرید رہے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالقدیر کے انٹرویو اور خیالات ونظریات کے اظہار کے حوالے سے اگرچہ کئی مسائل اور ملکی صورت حال کی بنیاد پر کئی پہلو سامنے آئے ہیں لیکن بنیادی مسئلہ ملک کی سلامتی اور بقا کا ہے اور امریکی تھنک ٹینک کے تجزیے کو سامنے رکھا جائے تو ملکی مفاد کے منافی کیے گئے اقدامات سے یہ تاثر گہرا ہوتا جا رہا ہے کہ وہ پاکستان کو توڑنے، اس کے حصے بخرے کرنے اور اسے تقسیم کرنے کی امریکی پالیسی کو عملی شکل دینے کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ چنانچہ افغانستان کے متعلق امریکی پالیسی کا ساتھ دینے، دہشت گردی کے نام پر طالبان حکومت کے خاتمے کے لیے امریکہ سے تعاون کرنے کے بعد اب پاکستان کے قبائلی علاقہ جات کے متعلق جو پالیسی اختیار کی گئی ہے وہ انتہائی خطرناک اور امریکی عزائم کو کامیاب بنانے کا حصہ ہے۔ اس وقت ایک لاکھ پاکستانی فوج قبائلی علاقہ جات میں "دہشت گردوں" کے خلاف جنگ اور افغانستان میں مداخلت روکنے کے نام پر متعین کی گئی ہے، حالانکہ قیام پاکستان کے بعد قائداعظم نے اس علاقے سے فوج واپس بلانے کا اعلان کر کے یہ بھی حکم دیا تھا کہ یہاں کوئی فوج متعین نہیں کی جائے گی۔ یہ لوگ محبِ وطن اور پاکستان کا بازوئے شمشیرزن ہیں۔ چنانچہ پاکستان کو کبھی بھی یہاں فوج متعین کرنے کی ضرورت پیش نہ آئی اور قبائلی عوام نے کشمیر کی جنگ اور 1965ء کی جنگ میں پاک فوج کی بھرپور مدد کی بلکہ آزاد کشمیر کا علاقہ تو انہی کی جدوجہد سے آزاد ہوا۔

افغان جہاد کے بعد مجاہدین میں سے بعض نے آزاد قبائلی علاقوں میں رہائش اختیار کر لی، وہاں کاروبار شروع کیا اور مسلمان ہونے کے حوالے سے مقامی لوگوں میں شادیاں بھی کیں۔ ان کا کوئی اقدام غیر قانونی نہ تھا لیکن اُن کے خلاف جو پالیسی اختیار کی گئی اس پر قبائلی عوام بھی اٹھ کھڑے ہوئے کیونکہ فوجی آپریشن میں مقامی آبادی کو بھی نشانہ بنایا گیا۔ مشرف نے اپنی پالیسی کی بنیاد اس پر رکھی کہ وہ علاقے کو "دہشت گردوں" سے پاک کرنا چاہتا ہے۔ اسی پالیسی نے افغانستان میں نیٹو افواج کو قبائلی علاقوں پر فضائی اور زمینی حملے کرنے کا موقع فراہم کیا اور آج نیٹو افواج نے آزاد قبائلی علاقوں اور بے گناہ عوام کو نشانہ بنانا ایک معمول بنا لیا ہے۔ ان حملوں میں ہزاروں بے گناہ پاکستانی شہید ہو چکے ہیں۔ مساجد اور دینی مدارس بھی نشانہ بن چکے ہیں اور قبائلی عوام کے جوابی ردِعمل نے علاقے میں جنگی صورت حال پیدا کر دی ہے۔

امریکہ اور نیٹو افواج کے کمانڈر بار بار کہہ رہے ہیں کہ انہیں قبائلی علاقوں کو نشانہ بنانے اور وہاں فوجی مداخلت کرنے کے لیے حکومت پاکستان سے اجازت لینے کی بھی کوئی ضرورت نہیں، وہ جب چاہیں وہاں فوجی ایکشن کر سکتے ہیں اور آئے روز کے فضائی حملوں اور راکٹ باری سے انہوں نے اپنے عزائم ظاہر بھی کر دیے ہیں۔ اب صورتحال اور ابتر ہوتی جا رہی ہے۔ موجودہ حکومت خصوصاً سرحد حکومت نے بھی کوئی ٹھوس قدم نہیں اٹھایا اور اب ایک بار پھر شورش زدہ علاقوں میں طاقت استعمال کرنے کی پالیسی اپنائی گئی ہے۔ اب ایک بار پھر امریکہ خطہ میں اپنی بالادستی قائم کرنا چاہتا ہے تو یہ ذمہ داری پاکستانی عوام اور سیاسی جماعتوں کی ہے کہ وہ اس پالیسی کو ناکام بنانے کے لیے میدانِ عمل میں آئیں اور ثابت کر دیں کہ حصول آزادی کی نسبت آزادی کی حفاظت اور بقا کے لیے زیادہ قربانیاں دینا پڑتی ہیں۔ (بشکریہ روزنامہ "جنگ")

امیر تنظیم اسلامی کا دورۂ جہلم

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید، ناظم اعلیٰ جناب اظہر بختیار خلجی اور ناظم حلقہ گوجرخان جناب راجہ مشتاق کے ہمراہ جہلم تشریف لائے۔ یہ پروگرام ملک عبدالصمد کی رہائش گاہ پران کی میزبانی میں ہوا۔ پروگرام کا آغاز شام 6 بجے تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ تلاوت کا شرف قاری عبدالرؤف کو حاصل ہوا۔ اس کے بعد امیر محترم نے رفقاء سے فرداً فرداً تعارف حاصل کیا۔ تعارف کے بعد آپ نے تربیتی پروگراموں کی اہمیت اور ضرورت پر روشنی ڈالی اور رفقاء کو ان میں شمولیت کی تلقین کی۔

بعدازاں سوال وجواب کی نشست ہوئی۔ اسی دوران مسجد میں نماز مغرب ادا کی گئی۔ رات 8 بجے دُعائیہ کلمات کے ساتھ پروگرام کا اختتام ہوا۔ (مرتب: سلطان محمود)

اُسرہ نوشہرہ کینٹ کے زیر اہتمام شب بیداری پروگرام

اُسرہ نوشہرہ کے زیر اہتمام 14 جون 2008ء بروز ہفتہ بوقت نو بجے شب مرکز نوشہرہ میں ماہانہ شب بیداری کا انعقاد کیا گیا۔ پروگرام کا آغاز رات کے کھانے اور نماز عشاء کے بعد محترم قاضی فضل حکیم نے تلاوت کلام پاک و ترجمہ سے کیا۔ اس کے بعد منفرد رفیق محترم نصر اللہ نے نیکی کے حوالے سے درس حدیث دیا۔ قاضی فضل حکیم نے "جماعت اور اُس کے تقاضے" کے موضوع پر گفتگو کی۔ مبتدی رفیق عامر صدیقی نے "غیبت اور اُس کے نقصانات" پر قرآن وسنت کے حوالوں سے بیان کیا۔ اس کے بعد بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا بیان "اقامت دین کے مراحل" بذریعہ آڈیو کیسٹ سُنا گیا۔ رات سوا ایک بجے سونے کا وقفہ ہوا۔ قبل ازیں بھائی نصر اللہ نے سونے کے آداب بیان کیے۔ پونے تین بجے رفقاء کو تہجد کے لئے بیدار کیا گیا۔ نوافل اور انفرادی ذکر واذکار کے بعد نماز فجر ادا کی گئی۔ ناشتے کے بعد قاضی فضل حکیم نے "انفاق فی سبیل اللہ" پر درس دیا، جس کے بعد نقیب اُسرہ نے "آیت البر" کا ترجمہ سنایا اور مختصر وضاحت کی۔ نصر اللہ نے درس حدیث دیا۔ مسنون دُعا پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اس پروگرام میں 7 رفقاء نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مساعی کو قبول فرمائے۔ (آمین) (مرتب: جان نثار اختر)

حلقہ پنجاب غربی کی دعوتی سرگرمیاں

قرآن اکیڈمی فیصل آباد میں 15 جون 2008ء کو ایک دعوتی و تربیتی پروگرام منعقد کیا گیا۔ سرگودھا، جڑانوالہ، سانگلہ اور فیصل آباد کے 72 رفقاء نے اس میں شرکت کی۔ شیخ محمد سلیم نے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ تلاوت کے بعد تجوید کی کلاس ہوئی۔ محمد سلیم نے رفقاء کا قرآن سنا اور ان کی غلطیوں کی نشاندہی کی۔ رفقاء کو احساس دلایا گیا کہ وہ کسی ماہر قاری اور حافظ قرآن سے قرآن مجید کی تجوید سیکھیں۔ ملک احسان الٰہی نے درس حدیث دیا۔ انہوں نے شرک اور سود کے متعلق تفصیل سے بیان کیا۔ ڈاکٹر نعیم الرحمٰن نے فرائض دینی کا جامع تصور بیان کیا۔ محمد اصغر صدیقی نے سیرت النبی ﷺ پر گفتگو کی۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن نے صبر ومصابرت کے موضوع پر بیان کیا۔ صبر یک طرفہ ہے اور مصابرت میں حق پرست اور باطل پرست دونوں مال اور جان پیش کرتے ہیں۔ محمد طاہر بشیر نے دین اور مذہب میں فرق کو بڑے اچھے انداز میں بیان کیا۔ مذہب انفرادی زندگی تک محدود ہے جبکہ دین اجتماعی اور انفرادی زندگی دونوں کا احاطہ کرتا ہے۔

عبدالخالق نے تحریک دعوت کی ضرورت واہمیت پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ ہر فرد کے بہت سے رشتے دار اور دوست ہوتے ہیں۔ چنانچہ اُس کے لیے اپنے اڑوس پڑوس اور محلے میں کام کرنے کا ایک وسیع میدان موجود ہوتا ہے۔ تحریک دعوت میں اصل رکاوٹ کردار کی کمزوری اور سستی ہے۔ آخر میں ڈاکٹر رفیع الدین نے اختتامی دعا کروائی۔ محمد اصغر صدیقی نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض ادا کیے۔ اس موقع پر بروز اتوار 13 جولائی 2008ء کو اسی طرز پر قرآن اکیڈمی میں دوبارہ پروگرام کے انعقاد کا اعلان کیا گیا۔ اسرہ تاج کالونی سرگودھا روڈ کی طرف سے شرکاء کی چائے اور پھلوں سے تواضع کی گئی۔

(مرتب: محمد اکرم)

تنظیم اسلامی چشتیاں کی ماہانہ شب بیداری

7 اور 8 جون کی درمیانی شب تنظیم اسلامی چشتیاں کے زیر اہتمام ماہانہ شب بیداری پروگرام منعقد کیا گیا۔ مرکز حلقہ بہاولنگر سے 4 چار افراد پر مشتمل ٹیم نماز عصر کے وقت مسجد بلال چشتیاں پہنچ گئی۔ امیر مقامی تنظیم جناب ڈاکٹر جاوید اقبال پہلے سے اپنے رفقاء کے ہمراہ موجود تھے۔ نماز عصر کے بعد دعوتی ٹیمیں بنائی گئی۔ دعوت کا مسنون عمل کیا گیا۔ گشت کے آداب امیر حلقہ محمد منیر نے بیان کیے۔ مغرب کے بعد درس قرآن کی ذمہ داری بھی امیر حلقہ نے نبھائی۔ انہوں نے سورہ حم السجدہ کی آیات 26 تا 32 کی روشنی میں واضح کیا کہ دینی دعوت کا مرکز ومحور قرآن کو بنایا جانا چاہیے۔ معاشرے میں قرآن کی دعوت نہ ہونے سے ہی ہم مختلف فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ انہوں نے دعوت کے عمل میں سنت رسول ﷺ کی اہمیت کو بھی واضح کیا۔ یہ درسِ قرآن تقریباً سوا گھنٹہ جاری رہا۔ نماز عشاء کے بعد راقم نے درس حدیث کی ذمہ داری ادا کی۔ سیرت صحابہؓ کے حوالہ سے سجاد سرور بھائی نے حضرات مغیرہ بن شعبہ اور ربیع بن عامر رضی اللہ عنہما کے حالات زندگی کا تذکرہ کیا۔ بعدازاں راقم نے کھانے اور سونے کے آداب بیان کیے۔ اس کے بعد رفقاء کو سونے کا وقفہ دیا گیا۔ قیام اللیل کے لیے رفقاء کو تقریباً 3 بجے بیدار کیا گیا۔ نوافل کی ادائیگی کے بعد چند آیات اور احادیث مبارکہ کا مذاکرہ ہوا۔ نماز فجر کے بعد راقم نے درس قرآن دیا۔ اشراق کی نماز کے بعد یہ پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔ اس پروگرام میں رفقاء کے علاوہ احباب نے بھی شرکت کی۔ حاصل پور سے تنظیمی ساتھی داؤد بھائی اپنے حبیب کے ساتھ تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس سعی وجہد کو قبول فرمائے۔ (مرتب: محمد رضوان عزمی)

مروٹ حلقہ بہاولنگر میں شب بیداری پروگرام

6 اور 7 جون کو مروٹ میں شب بیداری کا پروگرام ترتیب دیا گیا۔ 3 ساتھیوں پر مشتمل قافلہ مغرب سے پہلے گول مسجد میں پہنچ گیا۔ مغرب کے بعد درس قرآن امیر حلقہ محمد منیر احمد نے دیا۔ درس کا موضوع "کتاب اللہ کی عظمت واہمیت" تھا۔ نماز عشاء کے بعد درس حدیث کی ذمہ داری راقم نے نبھائی، جس میں تواضع وانکساری پر گفتگو ہوئی۔ سیرت صحابہؓ کے حوالے سے مقامی رفیق محمد ایوب نے حضرت عبداللہ بن حذیفہ السہمیؓ کی زندگی کے حالات وواقعات بیان کیے۔ کھانے اور آرام کے آداب راقم نے بیان کیے۔ اگلی صبح فجر کے بعد امیر حلقہ نے درس قرآن دیا۔ اس کے ساتھ شب بیداری کا پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اس پروگرام میں 8 رفقاء اور 2 احباب نے شرکت کی۔ (مرتب: محمد رضوان عزمی)

کشمیری پھر جاگ اٹھے

بھارتی حکومت کے خلاف مقبوضہ کشمیر میں ہونے والے احتجاج نے ثابت کردیا ہے کہ کشمیری آزادی کی تڑپ رکھتے اور بھارتیوں کے پنجۂ استبداد سے آزاد ہونا چاہتے ہیں۔ کشمیر میں سات لاکھ بھارتی فوجی موجود ہیں لیکن ان کی جانب سے ریاستی دہشت گردی کا خوف بھی کشمیری مسلمانوں کو ایک ناروا فیصلے کے خلاف احتجاج کرنے سے نہیں روک سکا۔ درحقیقت اس احتجاج نے تحریک آزادی کشمیر میں نیا جوش، نیا ولولہ پیدا کردیا ہے۔

یہ احتجاج ایک ہفتہ قبل شروع ہوا جب حریت پسند اور اپنے دین سے عشق کرنے والے کشمیروں پر یہ انکشاف ہوا کہ بھارتی حکومت نے 100 ایکڑ زمین شری امرناتھ مندر ٹرسٹ کے حوالے کردی ہے، تاکہ وہ وہاں یاتریوں کے قیام کے لیے قیام گاہیں بنا سکے۔ کشمیری اس پر چراغ پا ہوگئے اور جگہ جگہ فیصلے کے خلاف زبردست احتجاج شروع ہوگیا۔

کشمیریوں کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ بھارتی حکومت اس طرح وادی میں ہندوؤں کو بسانا چاہتی ہے تاکہ وہ مسلم اکثریتی علاقہ نہ رہے۔ ان کا کہنا ہے کہ حکومت پھر ان قیام گاہوں کو مستقل کردے گی اور مستقبل میں یہ دائرہ کار وسیع ہوتا جائے گا۔ گویا بھارتی حکومت فلسطین میں یہودیوں کی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ انہوں نے بھی اسی طرح، عربوں کی زمین دھیرے دھیرے قبضہ کرکے انہیں بے دخل کردیا تھا۔

بھارتی حکومت کا دعویٰ ہے کہ یہ زمین صرف یاتریوں کی سہولت کے لیے پٹے پر دی گئی ہے، ورنہ بھارتی آئین میں درج ہے کہ کوئی غیر کشمیری کشمیر میں زمین نہیں خرید سکتا۔ مگر کشمیری بھارتی حکومت کی اس وضاحت سے مطمئن نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وادی میں بھارت کے خلاف مظاہروں اور جلوسوں کا سلسلہ دراز ہوگیا۔ مظاہرین اور پولیس کے مابین تصادم میں تین افراد شہید ہوگئے، جب کہ کئی سو زخمی ہوئے۔

مالدیپ میں نیا آئین منظور

مالدیپ کی قومی اسمبلی نے نیا آئین منظور کرلیا ہے۔ یہ آئین ان اصلاحات کا حصہ ہے جو مامون عبدالقیوم کی حکومت نے چار برس قبل متعارف کروائی تھیں۔ اب نئے آئین کے تحت اس مسلمان ملک میں کثیر جماعتی صدارتی انتخابات ہو سکیں گے۔ آئین کے تحت یہ انتخابات 10 اکتوبر سے پہلے پہلے ہونے چاہئیں۔

منافقت کی ایک اور مثال

امریکا ساری دنیا کو کہتا پھرتا ہے کہ ایٹم بم نہ بناؤ، اسلحہ جمع نہ کرو، لیکن خود اس نے ایٹم بم بنایا، ہائیڈروجن بموں اور جدید ترین اسلحے کے انبار جمع کر رکھے ہیں۔ اسی منافقت کی ایک اور مثال پچھلے دنوں سامنے آئی۔ امریکی سپریم کورٹ نے قرار دیا ہے کہ ہر امریکی آئین کی رو سے بندوق رکھ سکتا ہے۔ گویا اب امریکا میں اسلحے کی اتنی بھرمار ہوسکتی ہے کہ معمولی تلخ کلامی پر بندوقیں نکل آیا کریں گی۔ آخر یہ امریکی چاہتے کیا ہیں، کچھ سمجھ نہیں آتا؟

زیادہ میک اپ مت کرو

ملائیشیا کی ریاست کیلنتان کے صدر مقام کوٹ بھارو کی انتظامیہ نے شہر میں مقیم تمام لڑکیوں اور خواتین کو ہدایت کی ہے کہ وہ بھاری میک اپ کرکے، بھڑک دار لپ اسٹک لگا کر اور "ٹپ ٹپ" کرنے والی اونچی ہیل کی جوتیاں پہن کر عوامی مقامات پر نہ آئیں۔ یہ حکم اس لیے جاری کیا گیا ہے تاکہ خواتین بدمعاش مردوں کے شر سے محفوظ رہیں۔ یاد رہے، ریاست کیلنتان میں ملائیشیا کی اسلامی جماعت کی حکومت ہے۔ اس حکم کی خلاف ورزی کرنے والی عورت کو 500 رنگٹ (153 ڈالر) جرمانہ بھرنا پڑے گا۔

افغانستان زیادہ خطرناک ہو گیا!

کچھ عرصہ قبل تک بش حکومت بڑی مسرت سے یہ دعویٰ کرتی تھی کہ افغانستان میں طالبان کو شکست دے کر "دہشت گردی کے خلاف جنگ" میں اس نے کارہائے نمایاں دکھایا ہے۔ لیکن اب امریکا ہی کے محکمہ دفاع (پینٹاگون) کی تازہ ترین رپورٹ نے اس کے دعوؤں کی قلعی کھول دی ہے۔

اس رپورٹ کے مطابق عراق کے بعد افغانستان امریکا کے لیے تشویش کا دوسرا بڑا علاقہ بن چکا ہے۔ اس کی رو سے ابتدائی شکست کے بعد طالبان نے دوبارہ طاقت پکڑلی ہے اور اب وہ دوبارہ خطرہ بن گئے ہیں۔ خصوصاً جنوبی اور مشرقی افغانستان کے دیہی علاقوں میں ان کا اثر و رسوخ بڑھ گیا ہے اور وہ شمال و مغرب میں بھی اپنے پر پھیلا رہے ہیں۔

رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ 2007ء میں طالبان نے اپنے حریفوں پر 2615 بم حملے کیے۔ 2006ء میں یہ تعداد 1931 تھی۔ ان حملوں کے باعث 6500 افراد مارے گئے، جن میں کئی امریکی اور نیٹو کے فوجی بھی شامل ہیں۔

رپورٹ میں اس حقیقت کا بھی اعتراف موجود ہے کہ افغانستان میں کرزئی حکومت صرف چند شہروں تک محدود ہے۔

ہم پر حملہ ہوا تو......

ایران کی پاسداران انقلاب فوج کے سربراہ محمد علی جعفری نے امریکا اور اس کے حواریوں کو خبردار کیا ہے کہ اگر ان کے وطن پر حملہ ہوا، تو خلیج فارس سے کسی تیل کے جہازوں کا گزرنا ناممکن ہوجائے گا۔ واضح رہے، دنیا میں تیل کی تقریباً 30 تا 40 فیصد آمد و رفت خلیج فارس کے ذریعے ہی ہوتی ہے۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ ایران پر حملے کے خدشے کی وجہ سے بھی عالمی سطح پر پٹرول کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں۔

محمد علی جعفری نے خطے کے دیگر ممالک کو بھی انتباہ کیا ہے کہ وہ اس جنگ میں ہرگز امریکا کا ساتھ نہ دیں ورنہ حملے کی زد میں آ کر ایرانی فوج کوئی بھی قدم اٹھا سکتی ہے۔

عراقی اور نیا امریکی صدر

امریکا میں صدارتی انتخابات مکمل ہونے ہیں۔ عراق کے شہری اس سلسلے میں مختلف رائے رکھتے ہیں۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ "عراق پر حملہ کرکے امریکا نے بڑی بھیانک غلطی کی ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ نیا صدر اس غلطی کا ازالہ کرنے کی بھرپور کوشش کرے گا۔

لیکن بہت سے عراقی نو منتخب امیدوار اوباما پر شک بھی کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں ان کے سامنے اوباما کی وہ حالیہ تقریر ہے جو اس نے امریکن اسرائیل پبلک افیئر ز کمیٹی کے سامنے کی تھی۔ اس میں اوباما نے کہا تھا کہ یروشلم بلاتقسیم اسرائیل کا دارالحکومت بننا چاہیے۔ اب ظاہر ہے، یہ بات کوئی عرب اور فلسطینی مخالف رہنما ہی کہہ سکتا ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ مسلمانوں کے لیے بیت المقدس مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے بعد مقدس ترین مقام ہے۔

اسی لیے عراقی ماہرین کا کہنا ہے کہ امریکا پر جو بھی حکمرانی کرے، اس سپر پاور کی بنیادی پالیسیاں تبدیل نہیں ہوں گی۔ امریکیوں کی ایک بنیادی پالیسی 2020ء تک پوری دنیا پر فوجی لحاظ سے حاکمیت کرنا ہے۔ لہٰذا جب تک عالم اسلام متحد نہیں ہوگا، اُسے خصوصاً امریکا اور اسرائیل سے خطرہ رہے گا۔

بقیہ: اداریہ

بیعت کر لی جائے۔ لہٰذا پیپلز پارٹی یہ بھی کر گزری ہے۔ امریکہ، مشرف اور پیپلز پارٹی نے مل کر ایک بار پھر پاکستانی فوج کو قبائلیوں کے خلاف جنگ میں الجھا دیا ہے۔ پاکستانی فوج کو کمزور کرنے کا یہ بہترین نسخہ ہے۔ جوں جوں پاکستانی فوج اس جنگ میں الجھتی چلی جائے گی، بھارت کشمیر کی سرحدوں پر دباؤ بڑھاتا چلا جائے گا۔ امریکہ کا اصل مقصد یہ ہے کہ پاکستان کو ایٹمی اسلحے سے محروم کر دیا جائے اور اس کی عسکری قوت کو اتنا کمزور کر دیا جائے کہ خطے میں اس کی حیثیت نیپال اور بھوٹان جیسی ہو جائے، تاکہ اسرائیل اور بھارت کو لاحق خطرات بھی دور ہو جائیں اور Containment of china کی پالیسی کے عملی نفاذ میں رکاوٹ بننے کے قابل بھی نہ رہے۔ ہماری رائے میں حکومت پاکستان اگر ملک و قوم کے ساتھ مخلص ہے تو اُسے مندرجہ ذیل اقدام کرنے چاہئیں۔

1۔ واضح طور پر طے کیا جائے اُس کا حقیقی دشمن کون ہے؟ امریکہ یا اسلامی نظام قائم کرنے کے خواہشمند طالبان۔

2۔ ذہن واضح کرنے کے بعد اِس دوغلی پالیسی کو ترک کیا جائے کہ امریکہ مارے تو طالبان کے خلاف آپریشن کرو، اور اگر امریکی عزائم سامنے آئیں تو طالبان کی پوشیدہ امداد کرو اور کراؤ۔

3۔ اگر امریکہ دشمن ہے تو تمام ذہنی تحفظات ذہن میں دفن کر کے علاقے میں اسلامی قوتوں سے رشتہ استوار کیا جائے۔ امریکہ برملا یہ اعتراف کرتا ہے کہ وہ اِس علاقہ میں پاکستان کی حمایت اور مدد کے بغیر جنگ نہیں جیت سکتا۔

4۔ مشرف کا قصہ پاک کر کے پارلیمنٹ کی بڑی جماعتیں ایک قومی حکومت قائم کریں۔ یہ حکومت اِس سنگین مسئلہ پر عوام کو اعتماد میں لے اور اُن سے تعاون کی زوردار اپیل کرے۔

5۔ امریکہ کے اِس طرزِ عمل کو سمجھنے کی کوشش کی جائے کہ اُس سے جو دَب جائے، اُسے دباتا چلا جاتا ہے۔ اگر ہم اُس کے مطالبات مانتے چلے جائیں گے تو قیامت تک Do More کی صدا ہمارے کانوں سے ٹکراتی رہے گی۔ ابھی وقت ہے۔ امریکہ ایٹمی پاکستان سے کھلم کھلا تصادم نہیں چاہے گا۔ لہٰذا اس پر واضح کر دیا جائے کہ ہم اُس سے تصادم نہیں چاہیں گے لیکن وہ پاکستان کی حدود میں دخل اندازی بند کرے۔

6۔ نام نہاد دہشت گردی کی آڑ میں مسلمانوں کے خلاف ہونے والی جنگ سے علیحدگی اختیار کی جائے۔

7۔ بھوکوں مرنا قبول کر لیا جائے لیکن امریکی امداد قبول نہ کی جائے۔

8۔ آخری اور اہم ترین بات یہ ہے کہ حکمران عوامی منشا کو سمجھیں۔ اقتدار نے کبھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کسی کا ساتھ نہیں دیا۔ جمہوری نظام میں اگر آپ عوام کی خواہش کو رد کریں گے تو عوام آپ کو "ق" لیگ سے بھی زیادہ بُری طرح رد کر دیں گے۔

آخر میں ہم حکومت کو انتباہ کرتے ہیں کہ اگر اس نے بھی مشرف کی طرح فوری اور ظاہری فوائد حاصل کرنے کے لئے امریکی ڈکٹیشن پر عمل کیا تو جان لیجئے کہ امریکہ کا اصل ہدف تو پاکستان کو ایک اپاہج ریاست بنانا ہے۔ اگر حکمرانوں نے امریکہ کے ایجنٹ کا رول ادا کیا تو تاریخ انہیں وقت کا میر جعفر اور میر صادق قرار دے گی۔

آیئے! قرآن مجید سے نصیحت لیں

ڈاکٹر عبد السمیع کی زیرِ نگرانی انجمن خدام القرآن فیصل آباد کے زیرِ اہتمام

کم از کم انٹرمیڈیٹ پاس نوجوانوں کے لیے

9 جولائی تا 22 جولائی
2008

بمقام: قرآن اکیڈمی فیصل آباد

(قرآن اکیڈمی روڈ سعید کالونی نمبر 2 فیصل آباد)

TOWARDS UNDERSTANDING OF THE QUR'AN

کے عنوان سے کل وقتی ورکشاپ

-----سلیبس-----

- ☆ تجوید
- ☆ تعارف عربی زبان
- ☆ قرآن مجید کے منتخب مقامات کا درس
- ☆ منتخب احادیث کا درس
- ☆ دین کے بنیادی تصورات
- ☆ دینی دلچسپی کے دیگر موضوعات

قیام و طعام انجمن کے ذمے ہوگا — عطیات قبول کیے جائیں گے

برائے رابطہ: 0321 866 73 96, 0321 66 7 66 95, 0322 62 87 590, 0321 77 61 916,

راہِ حق کے مسافر

ملک نصر اللہ عزیز

یہ عاجز، یہ خاطی، گنہ گار بندے — یہ تیری رضا کے طلبگار بندے
یہ سارے خداؤں سے بیزار بندے — فقط ایک تیرے پرستار بندے
خداؤں کے باغی! زمانے سے سرکش! — تیرے سوا سب سے بیزار بندے
ترے دینِ حق کی حمایت کے مجرم — یہ ہر اک سزا کے سزاوار بندے
یہ پابند حق اور باطل کے منکر! — یہ مجبور بندے! یہ مختار بندے!
یہ دنیا سے غافل! یہ عقبیٰ کے طالب! — یہ نادان بندے! یہ ہشیار بندے!
یہ باطل کی خدمت کے نااہل یکسر — یہ شیطاں کے نزدیک بیکار بندے!
ترے دیں کو قائم یہ کرنے اٹھے ہیں — تری نصرتوں کے طلبگار بندے

درِ فوز و نصرت کو پھر باز فرما!
ان اسلامیوں کو سرافراز فرما!

فقط تجھ سے عہدِ وفا کرنے والے — ترے دین ہی کو بپا کرنے والے
ترے دینِ حق کی شہادت کے مجرم — اور اس جرم کو برملا کرنے والے
محمدؐ کی رحمت کے یہ خوشہ چیں ہیں — عدو کے بھی حق میں دعا کرنے والے

ہمیں غلبۂ حق سے مسرور فرما!
ہمیں حق سے اے آشنا کرنے والے

Regd. No. LRL -50

Nida-e-Khilafat Lahore

By Anwar Iqbal

an imbroglio paints grim picture for US

iban will challenge ol of the Afghan nt in rural areas, y in the south and e report warns. "The will also probably o increase its presence st and north."

tagon notes that the militants carried out a 2,615 roadside-bomb n 2007, up from 1,931 06. The roadside s — along with a suicide bombings and pes of attacks — killed people in 2007, also a vasion record.

eport coincides with warnings by senior US y and intelligence ls that if Al Qaeda re-es as a significant tional threat, it will do from its bases in nistan and Fata and not Iraq.

Pentagon report confirms fears, acknowledging Afghanistan's security itions have deteriorated ply while the Karzai ne remains incapable of nding its reach beyond a major cities.

Embarrassment for govt

The report is particularly embarrassing for the Bush administration, which had counted Afghanistan as the pinnacle of its success in the war on terror.

The US media, while reporting the Pentagon's assessment, noted that senior US defense officials have ordered a top-to-bottom review of US strategy in Afghanistan. "The review was prompted by high-level concern that the US was losing ground and slipping backwards," the Wall Street Journal reported.

Like other recent reports and statements by senior US officials, the Pentagon report also blames cross-border infiltrations from Fata as the main cause for Afghanistan's problems.

"The greatest challenge to long-term security within Afghanistan is the insurgent sanctuary within the Federally Administered Tribal Areas of Pakistan," says the report. It suggests better coordination between the Afghan and Pakistani security forces to "eliminate threats emanating from within Pakistan".

The report notes that the Pakistan military's clashes with the Taliban in the tribal areas have, in the past, contributed to a decrease in cross-border violence in Afghanistan's eastern provinces.

The report also mentions US concerns about ceasefire negotiations and other agreements between Islamabad and possible militant groups in the tribal belt. The report claims that after similar agreements were signed in 2005 and 2006, cross border operations by extremist groups against US and NATO forces increased substantially.

"The United States recognizes that there is no purely military solution to militancy, but we have made it clear to Pakistan that any agreement should be enforceable and backed up by the credible threat of force. However, it remains to be seen as to whether these gains will be enduring."

[Republished from Dawn, June 29, 2008]